



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## جملہ حقوق بہ حق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	_____ اسلامی حکمتِ معاش
مصنف	_____ ڈاکٹر محمد مظہر فرید شاہ (پی ایچ ڈی)
کمپوزنگ	_____ محمد ندیم فریدی جامعہ فریدیہ ساہیوال
مطبع	_____ فریدیہ پرنٹنگ پریس لیاقت چوک ساہیوال
	040-4221485
تعداد	_____ ایک ہزار
اشاعت	_____ اکتوبر 2011ء

## فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	تمہید	10
2	i دلی الہی نظریہ ارتفاق	10
3	﴿الف﴾ ارتفاق کا مفہوم	10
4	1۔ لغوی مفہوم	10
5	2۔ اصطلاحی مفہوم	12
6	ii بنیادی ارتفاقات کی حیثیت	12
7	﴿الف﴾ ارتفاق اول	12
8	ارتفاق اول کے لوازم	13
9	1۔ کلام	13
10	2۔ غذائی اجناس کی پہچان اور ان کے استعمال کے مناسب طریقوں کا علم	13
11	3۔ گلہ بانی	14
12	4۔ مکان و لباس	14
13	5۔ بیوی کی تعیین	14

15	﴿ب﴾ ارتفاقِ ثانی	14
16	﴿ج﴾ ارتفاقِ ثانی سے متعلق حکمِ شریعہ	15
17	<b>1۔ حکمتِ معاش</b>	16
17	1.1 حکمتِ معاش کا مفہوم	17
18	1.2 اختیارِ معاش میں انسانوں کی تقسیم	18
20	1.3 حکمتِ معاش کے اُصول کی وضاحت	19
20	پہلا اصل: طبیات کو اختیار کرنا	20
21	دوسرا اصل: خباثت سے اجتناب	21
22	معروف خباثت اور ان کا تشریعی فلسفہ	22
23	پہلی قسم: ذاتی خباثت کے حامل جانور	23
22	1۔ جن جانوروں کی صورت پر قوموں کو مسخ کیا گیا	24
24	2۔ خسیس خصلتوں والے جانور	25
25	3۔ انسانی اخلاق سے متصادم جانور	26
27	دوسری قسم: عارضی خباثت کے حامل جانور	27
27	1۔ مُردار	28
28	2۔ غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا جانور	29
29	3۔ تھان پر ذبح شدہ جانور	30
29	4۔ غیر اللہ کی نذر	31
29	علامہ علاؤ الدین حصکفی کا نظریہ	32

29	علامہ ابن عابدین شامی حنفی کا نظریہ	33
30	تیسرا اصل: متوازن زیب و زینت کو اختیار کرنا	34
32	غیر متوازن معاش کے محرکات	35
32	i فاخرانہ لباس	36
32	﴿الف﴾ چادر لگانا	37
33	﴿ب﴾ ریشم پہننا	38
35	﴿ج﴾ شوخ رنگین کپڑے	39
36	ii فاخرانہ زیورات	40
38	iii نامناسب بال	41
38	﴿الف﴾ ڈاڑھی اور مونچھوں کے بال	42
41	﴿ب﴾ قزع	43
41	﴿ج﴾ مصنوعی بال لگانا	44
42	﴿د﴾ بالوں کو رنگنا	45
43	iv تغیر خلق	46
44	v تصویروں سے آرائش کرنا	47
46	vi غیر شرعی مشغولیت	48
48	vii سامانِ فخر و ریاء	49
48	﴿الف﴾ حاجت سے زائد بستر اور لباس	50
48	﴿ب﴾ جانوروں کو فخر و ریاء سے پالنا	51
49	viii سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال	52

50	چوتھا اصل: آدابِ طعام کو اختیار کرنا	53
51	i کھانا کھانے سے پہلے کے آداب	54
51	﴿الف﴾ ہاتھ دھونا	55
51	﴿ب﴾ تسمیہ پڑھنا	56
52	﴿ج﴾ دائیں ہاتھ سے کھانا	57
53	﴿د﴾ کھانے کا بدبودار نہ ہونا	58
54	﴿ھ﴾ کھانے کا مُسکر نہ ہونا	59
54	ii کھانا کھانے کے دوران کے آداب	60
54	﴿الف﴾ پانی تین سانسوں میں پیا جائے	61
55	﴿ب﴾ کھانا تحمل سے کھایا جائے	62
55	﴿ج﴾ کھانا کم کھایا جائے	63
56	﴿د﴾ خوراک کا سادہ ہونا	64
56	﴿ھ﴾ کھاتے وقت تواضع اختیار کرنا	65
57	﴿و﴾ گرے ہوئے لقمہ کو اٹھانا	66
57	﴿ز﴾ کبھی گرنے سے کھانا ضائع نہ کرے	67
58	﴿ح﴾ مہمان نوازی	68
59	iii کھانا کھانے کے بعد کے آداب	69
59	﴿الف﴾ انگلیاں چاٹ لینا	70
59	﴿ب﴾ اللہ کا شکر ادا کرنا	71
60	پانچواں اصل: آدابِ طہارت کو اختیار کرنا	72

60	i طہارت کا مفہوم	73
60	﴿الف﴾ لغوی مفہوم	74
60	﴿ب﴾ اصطلاحی مفہوم	75
61	طہارت بدنی اور قرآن	76
61	طہارت نفسی اور قرآن	77
61	ii ارتقا کی ثانی سے طہارت کا تعلق	78
62	iii مقصد طہارت	79
63	iv طہارت عین الخبث	80
63	﴿الف﴾ استنجاء	81
64	1۔ استنجاء کیلئے تخلیہ	82
64	2۔ پانی کے ساتھ استنجاء کرنا	83
64	3۔ استنجاء میں استقبال و استدبار قبلہ سے بچنا	84
65	4۔ مناسب جگہ کا انتخاب	85
65	5۔ طاق عدد کی رعایت	86
65	6۔ بائیں ہاتھ کا استعمال	87
66	v نجاست کی حقیقت اور طریقہ تطہیر	88
66	﴿الف﴾ مادیہ منویہ	89
67	﴿ب﴾ بچی اور بچے کا پیشاب	90
67	﴿ج﴾ نجس زمین	91
68	﴿د﴾ رطوبت بھری کھال	92
69	﴿ه﴾ گلیوں کا کیچڑ	93

69	﴿و﴾ استعمال کا پانی	94
70	vi طہارت عن الحدث	95
71	طہارت کی اقسام	96
71	پہلی قسم: وضو	97
71	﴿الف﴾ وضو کے چار ارکان	98
72	﴿ب﴾ مسواک	99
72	﴿ج﴾ تسمیہ	100
72	﴿د﴾ کلی کرنا اور ناک جھاڑنا	101
73	﴿ه﴾ ہاتھ دھو کر برتن میں ڈالنا	102
73	﴿و﴾ دُعا	103
73	﴿د﴾ موزہ پر مسح	104
74	105 ناقض وضوء مسح اسباب	
75	106 دوسری قسم: غسل	
75	107 ﴿الف﴾ رکن و شرط	
77	108 وجوب غسل کا باعث	
77	109 تیسری قسم: تیمم	
78	110 اعذار تیمم	
79	111 چھٹا اصل: آداب مسکن کو اختیار کرنا	
82	112 ساتواں اصل: آداب سفر کو اختیار کرنا	
83	113 آٹھواں اصل: آداب مٹی و صحبت	



87	114	نوان اصل: آداب نوم و خواب کو اختیار کرنا
88	115	دسوان اصل: آداب مرض کو اختیار کرنا
90	116	گیارہوان اصل: آداب کلام کو اختیار کرنا

## تمہید

### i ولی اللہی نظریہ ارتفاق

#### ﴿الف﴾ ارتفاق کا مفہوم

#### 1 لغوی مفہوم

ارتفاق یہ باب افتعال سے مصدر ہے اس کی اصل ہے۔

الرفق المرفق المرفق المرفق

ہر وہ شئی کہ جس سے تعاون لیا جائے، مدد طلب کی جائے اُسے ان مذکورہ الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں اور اہل عرب اس طرح کہتے ہیں، ”وقد ترفق به و ارتفق“، یعنی فلاں شخص نے (اپنے مقصد کے حصول کیلئے) فلاں شئی کو سہارا کے طور پر استعمال کیا۔

قرآن مقدس میں اس کلمہ کو مفہوم مذکور میں حسب ذیل استعمال کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَإِذْ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يُعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأَوْا إِلَى الْكَهْفِ

يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ مَرْغَبًا { (1)}

یعنی اور جب تم اُن سے اور جو کچھ وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں سب سے الگ ہو جاؤ تو غار میں پناہ لو،

تمہارا رب تمہارے لئے اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے کام میں آسانی کے سامان بنا دے گا

(جنہیں استعمال کر کے تم مقصد حاصل کر سکو گے)

مزید فرمایا

{ وَكَانُ يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ  
وَسَاءَ لُت مُرْتَفَقًا } (1)

یعنی اور اگر (ظالم جہنمی لوگ) پانی کیلئے فریاد کریں تو اُن کی فریاد رسی اُس پانی کے ساتھ ہوگی جو پکھلتی ہوئی دھات کی طرح ہوگا اُن (ظالموں) کے چہرے بھون ڈالے گا کیا ہی برا پینا ہے اور ٹھہرنے کیلئے دوزخ کتنی ہی ہی بری جگہ ہے۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا } (2)

یعنی (اہل جنت کا جنت کے اندر ناز و نعمت سے ہونا) کیا ہی اچھا ثواب اور جنت کیا ہی اچھی آرام کی جگہ ہے۔

مذکورہ تینوں آیات میں جو دو کلمات مرتفقا، مُرتفقا (بیان کئے گئے ہیں ان کے مفہوم میں ”استعمال کی ٹھی) واضح ہے۔ ساز و سامان، جنت اور جہنم تینوں کا تعلق استعمال سے ہے۔

جو ہری کا کہنا ہے کہ ”المرفق“ اُس شی کو کہا جاتا ہے کہ جسے انسان استعمال میں لائے اُس سے نفع حاصل کرے۔ مرفق کہنی کو بھی کہا جاتا ہے اور جب کوئی شخص کہنی کا سہارا لے کر رات کو سوتا ہے تو اس کی بابت اہل عرب کہتے ہیں۔ ”بات فلان مرتفقا ای متکئاً علی مرفق

یدہ“ (3)

(1) الکہف ، 29:18

(2) الکہف ، 31:18

(3) ابن منظور افریقی ، لسان العرب ، ص 119/10

## 2۔ اصطلاحی مفہوم

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کی مخصوص اصطلاحات میں سے ایک ”ارتفاق“ ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے اس لفظ ”ارتفاق“ کا مفہوم الگ تھلگ بیان نہیں کیا ہے بلکہ آپ کی تالیفات ”حجۃ اللہ البالغہ اور البدور البازغہ“ میں ارتفاقات کے تفصیلی بیان سے ”ارتفاقات“ کا مفہوم حسب ذیل ملتا ہے۔

”شخصی زندگی سے لے کر بین الملکی اور بین الاقوامی زندگی کو مرحلہ وار درپیش ضروریات کی تکمیل کو ارتفاقات کہا جاتا ہے“ جیسے

ارتفاق اول شخصی زندگی کی ضروریات کی تکمیل کو کہا جاتا ہے۔

ارتفاق ثانی شہری زندگی کی ضروریات کی تکمیل کو کہا جاتا ہے۔

ارتفاق ثالث ملکی زندگی کی ضروریات (جو انسانی تمدن میں نظام حکومت سے پیدا ہوتی ہیں) کی تکمیل کو کہا جاتا ہے۔

ارتفاق رابع بین الاقوامی زندگی کی ضروریات (جو مختلف اقوام، متعدد ممالک اور حکومتوں کے تعلقات سے پیدا ہوتی ہیں) کی تکمیل کو کہا جاتا ہے۔

## ii بنیادی ارتفاقات کی حیثیت

### ﴿الف﴾ ارتفاق اول

(ارتفاق ثانی کیلئے ارتفاق اول بنیاد ہے لہذا پہلے اجمالاً ارتفاق اول کو ذکر کیا جاتا ہے)

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے انسان کے اندر ایسی جبلی خواہشات کو ودیعت رکھ دیا ہے کہ انسان خود بخود ان خواہشات کی تکمیل کی طرف سفر کرتا ہے جس کی وجہ سے دنیا کی رعنائیاں، خوبصورتیاں برقرار رہتی ہیں مثلاً انسان کے اندر کھانے پینے کی عادت کو وضع کر دیا گیا ہے انسان بھوک لگنے پر کھانے کی چاہت کرتا ہے، پیاس لگتی ہے تو پانی پی لیتا ہے، انسان کے اندر اپنی حفاظت کا فطری جذبہ پیدا کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ سلیم الفطرت شخص گرمی میں سایہ کی تلاش کرتا ہے، سردی میں حرارت کا تقاضا کرتا، جنگلی

جانوروں سے وحشی انسانوں اور ڈاکوؤں، چوروں سے بچنے کیلئے محفوظ مکان کو بنانا ہے غرض یہ کہ جب انسان اپنی ضروریات، فطری اور جملی خواہشات کو نوعی تقاضوں کے مطابق حیوان کے مقابلہ میں بہتر تدبیروں اور طریقوں سے مہیا کرتا ہے تو اسے ارتقاقِ اول کہا جاتا ہے (1)

انسانی معاشرہ کے ارتقاقِ اول کی عمارت کی بنیاد چوپایوں کی حیوانی زندگی پر قائم ہے۔ البتہ انسانوں نے اُس حیوانی زندگی کو اپنی نفاست پسندی، مسلسل ذوقِ لطافت، حسنِ نظافت اور طبعی پاکیزگی کی وجہ سے بہتر بنادیا۔

## ارتقاقِ اول کے لوازم

### 1- کلام

اللہ تعالیٰ نے انسان کو تقطیعِ اصوات اور کلمات و حروف کی تشکیل و تعبیر کی فطری استعداد عطا کی ہے۔ اپنے مفہوم کو جس خوبصورتی سے الفاظ کو خاص قالب میں ڈھال کر انسان پیش کر سکتا ہے دیگر حیوانات اس حسنِ ادا سے قاصر ہیں، اگرچہ دوسرے حیوانات بھی اپنے مخصوص رویوں سے، آواز کے اُتار اور چڑھاؤ سے اپنے جذبات کا احساس دلانے کی کوشش کرتے ہیں، مگر انسان کے مقابلہ میں دیگر حیوانات کی یہ کاروائی بہت ہی کمزور ہے۔ (2)

### 2- غذائی اجناس کی پہچان اور ان کے استعمال کے مناسب طریقوں کا علم

غذائی اجناس کی پہچان ان کی تاثیر، ان اجناس کے حصول کے طریقوں، حصول کے بعد محفوظ کرنے اور ان کی مستقبل میں تخم ریزی سے متعلق معلومات کے ذخیرہ نے انسان کو دیگر بہائم سے ممتاز کر دیا ہے۔ کاشتکاری، آبپاشی، فصلوں کی کٹائی، دریاؤں، نہروں، چشموں اور کنوؤں وغیرہ سے پانی کی نکاسی غذائی اجناس کو تیار کرنا، تیار شدہ خوراک کو سنبھالنے کیلئے برتن سازی غرض یہ کہ

(1) شالہ ولی اللہ، البدور البازغہ، ص 101

(2) شالہ ولی اللہ، البدور البازغہ، ص 112

غذائی اجناس سے متعلق جملہ علوم و فنون ارتقاقِ اول کے دوسرے لوازمات میں شامل ہیں۔ (1)

### 3- گلہ بانی

اللہ جل جلالہ کے عطا کردہ الہام کے ذریعہ جانوروں کی نگرانی، تربیب، افزائش نسل کیلئے کوششیں، جانوروں کے گوشت، دودھ، مکھن، اُون، ان کی سکونت کیلئے موسم کے مطابق باڑے، کھالوں کی مصنوعات کا علم ارتقاقِ اول کا تیسرا لازم ہے۔ (2)

### 4- مکان و لباس

موسمی حالات سے محفوظ رہنے، منفی ذہن کے مالک افراد کی لوٹ گھسٹ سے بچنے کیلئے انسان دوسرے بہائم کی بہ نسبت بہتر مکان بناتا ہے، اچھا لباس زیب تن کرتا ہے، اس عمل سے یہ صرف ستر پوشی ہی نہیں کرتا بلکہ اپنے ذوقِ لطیف کا اظہار بھی کرتا ہے اس طرح مکان اور لباس ارتقاقِ اول کا چوتھا خاصہ ہے۔ (3)

### 5- بیوی کی تعیین

جانور ازدواجی تعلقات میں اپنے ہم صنف کی تعیین سے عاری ہوتے ہیں جب کہ انسان اپنی امتیازی شان سے بہ سبب اپنے صنفی جذبات کی تسکین کیلئے اپنے رفیقِ حیات کو متعین کرتا ہے تاکہ اس کا نسب اختلال سے بچ جائے، اس طرح بیوی کی تعیین انسان کو بہائم سے الگ کر دیتی ہے یہ ارتقاقِ اول کا پانچواں لازم ہے۔ (4)

دیگر بہت سے ایسے امور ہیں جو زندگی کی بقاء کیلئے انسانوں اور بہائم کے مابین مشترک ہیں مگر انسان اُن امور کو بہتر طریقہ سے سرانجام دے کر خود کو بہائم سے ممتاز کر لیتا ہے اور ارتقاقِ اول کے درجہ کا حصول کر لیتا ہے۔ ارتقاقِ اول سے جب انسان آگے بڑھتا ہے، بدن اور روح کے

(1) شاع ولی اللہ، مرن، ص 113

(2) شاع ولی اللہ، مرن، ص 114

(3) شاع ولی اللہ، مرن، ص 115

(4) شاع ولی اللہ، مرن، ص 115

رشتہ کو اپنے نوعی جبلی تقاضوں کے مطابق سرانجام دیتا ہے، تو پھر انسان فطرتاً کھوج لگانے کی عادت رکھنے کے باعث، حجابات کے پیچھے مزید سے مزید تر تک پہنچنے کیلئے اجتماعی زندگی کو اختیار کرتا ہے۔ اجتماعی زندگی کو اختیار کرنے سے ایسی ضروریات جنم لیتی ہیں جو شہری زندگی کی ضروریات کہلاتی ہیں۔

امام شاہ ولی اللہ ان شہری ضرورتوں کو ارتفاقِ ثانی کا نام دیتے ہیں۔ انہی شہری زندگی کی ضروریات کو پورا کرتے کرتے جو نقائص پیدا ہوتے ہیں، اُن کی اصلاح پہلا مقصدِ شرعی ہے۔

## ﴿ب﴾ ارتفاقِ ثانی

ارتفاقِ ثانی (ابتدائی متمدن، شہری زندگی کی ضروریات) اقوامِ عالم کی بنیادی پکار ہے کیوں کہ ارتفاقِ ثانی انسانی ترقی کا دوسرا زینہ ہے۔ اس مقام پر شہری زندگی کی سطح کے انسانوں کے دوسرے انسانوں کے ساتھ روابط اور معاملات سامنے آتے ہیں۔ لوگوں نے اپنی ذہنی لیاقت و استعداد اپنے تجربات و مشاہدات کے پیش نظر بعض معاملات کو حسین قرار دے دیا اور بعض کو قبیح کہہ دیا۔ اس طرح انسانی معاشرہ اغراط اور تفریط کا شکار تھا، جائز اور ناجائز کی تعین زور بازو کے مرہون منت تھی، فکری استعداد پر ہی کامل بھروسہ کیا جاتا، جبر و استبداد کو خاندانی وجاہت قرار دیا جاتا غرض یہ کہ شہری زندگی کی ضروریات کے تقریباً جملہ امور خلل کا شکار تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے ارتفاقِ ثانی کے بے ترتیب امور کو ترتیب خاص عطا کی، جائز اور ناجائز کو انسانی فکر کے سپرد کرنے کی بجائے شریعتِ اسلامیہ کی نظر سے پرکھنے کیلئے کہا، جو رو جہاں کامل ازالہ کیا، اصلاحی کوشش میں باطل نظریات اور فاسد اعمال سے مکمل کنارہ کشی کا حکم دیا جن امور کے ارتکاب سے نظام مذکور باطل ہو جاتا ہے انہیں حرام قرار دیا اور انہیں ترک کرنے کی سخت تاکید کی، اور جن امور سے ارتفاقِ ثانی کے باطل کرنے والے احتمالات کے پیدا ہو جانے کا احتمال ہے یا ارتفاقِ ثانی میں خلل یا نقصان پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے انہیں مکروہات قرار دے کر اُس سے بھی بچنے کا حکم دیا۔ اس طرح حضور نبی کریم ﷺ نے ارتفاقِ ثانی کی ہر منفی روش کو مسترد

کر دیا اور اس درجہ کی تمام تر ضروریات کو حکم الہی کے تابع کر دیا، اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے حضور ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے ہی آپ کے سرکاری کام کا اظہار ان کلمات سے فرمایا ہے۔

{ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ اذْهَبْ فَإِنَّ الْبَشَرَةَ خَلْقٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُمْ وَبُيُوتُهُمْ وَلَهُمُ الْغَلِيلُ وَيَوْمَئِذٍ مُّصْرِمٌ عَلَيْهُمْ أَخْبَارُكَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ } (1)

یعنی وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور گندی چیزیں اُن کیلئے حرام کرے گا اور وہ ان پر سے بوجھ اور اُن پر موجود گلے کے پھندے اُتار دے گا۔

حضور ﷺ نے ارتقاقِ ثانی کا رابطہ جب کہ دربارِ الہی سے کر دیا ہے تو اللہ رب العزت نے بھی ہر اُس چیز کو جو کہ ارتقاقِ ثانی میں غل بن سکتی تھی اُسے حرام قرار دے دیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْأُنْثَىٰ وَلَئِنَّكُمْ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنَّ تُنْشِرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنْزَلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَن تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ } (2)

یعنی (اے نبی ﷺ) آپ کہہ دیجئے کہ میرے رب نے تو بے حیائیاں حرام فرمائی ہیں جو ان میں سے کھلی ہوئی ہیں اور جو چھپی ہیں اور گناہ اور نہ حق زیادتی اور یہ کہ اللہ کا شریک کرو جسکی اُس نے کوئی سند نہیں اُتاری اور یہ کہ اللہ پر وہ بات کہو کہ جس کا تم علم نہیں رکھتے۔

### ﴿ج﴾ ارتقاقِ ثانی سے متعلق حکمِ شریعہ

ارتقاقِ ثانی سے تین حکمتیں متعلق ہیں۔

حکمتِ معاش ، حکمتِ منزلیہ ، حکمتِ اکتسابیہ

ان کی قدرے وضاحت حسب ذیل ہے۔

(1) الاصراف ، 157:7

(2) الاصراف ، 33:7



# حکمتِ معاش

## 1.1 حکمتِ معاش کا مفہوم

امام شاہ ولی اللہ کے نظریہ معاش میں بڑی وسعت پائی جاتی ہے کیوں کہ امام شاہ ولی اللہ کے نزدیک حکمتِ معاش کا تعلق فقط طلب اور رسد کے ضابطوں، عوامل پیدائش اور صنعت و حرفت سے ہی نہیں ہے بلکہ حکمتِ معاش کی وسعت زندگی کے ہر شعبہ پر محیط ہے، اور حکمتِ معاش کا مفہوم یہ ہے کہ وہ مؤثر تدابیر جنہیں اصحاب عقل و خرد اور ارباب دانش مختار و پسندیدہ قرار دے چکے ہیں اور انہیں جلبِ منفعت اور دفعِ مضرت کا ذریعہ سمجھتے ہیں اُن تدابیر کو اختیار کرنا اور ان کے علاوہ تدابیر کو ترک کرنا حکمتِ معاش کہلاتی ہے۔

حکمتِ معاش کی وسعت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ کھانا، پینا، نظافت و صفائی، زیبائش و آرائش، لباس و پوشاک، مسکن و مکان، چلنا پھرنا، نشست و برخاست، سفر و سیاحت، باہمی گفتگو، خواب و استراحت، جنسی خواہشات و مباشرت، امراض و آفات، خوشی غمی، باہمی گفتگو کے طریقے، آفات کے وقت دواؤں، منتروں کا استعمال، ولادت، نکاح، عید، مسافروں کے آنے کی خوشی اور ولیموں میں اظہارِ مسرت، مصائب میں رنج و غم کا اظہار، مریضوں کی عیادت، مُردوں کو دفن کرنا جیسے اہم مسائل حکمتِ معاش کا حصہ ہیں۔ (1)

(1) شالہ ولی اللہ، البدور البازغہ، ص 116

شالہ ولی اللہ، حجة الله البالغة، ص 81

## 1.2 اختیارِ معاش میں انسانوں کی تقسیم

ہر شخص معاش یعنی زندگی گزارنے میں دوسرے سے مختلف ہے، حضرت شاہ ولی اللہ نے زندگی بسر کرنے کے لحاظ سے انسانوں کو تین قسموں میں تقسیم کیا ہے۔۔۔ اور ان میں سے دوسری قسم اعتدال پسند اور متوازن لوگوں کو پسندیدہ شریعت قرار دیا ہے۔

پہلی قسم

اُن لوگوں کی ہے جو بے انتہا آسائش پسند ہوتے ہیں اور ہر قسم کی عیش و عشرت کے بہ خواہ ہوتے ہیں، اللہ جل جلالہ نے ایسے لوگوں کو اس روش سے باز رہنے کا حکم دیا ہے۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے۔ { فَلَا تَغُرُّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا } (1)

یعنی دنیا کی زندگی تمہیں ہرگز دھوکہ نہ دے

{ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ } (2)

یعنی دنیا کی زندگی تو فقط دھوکے کا سودا ہے۔

دوسری قسم

اُن لوگوں کی ہے جو زندگی بسر کرنے میں متوسط ہوتے ہیں نہ تو زیادہ آسائش پسند ہوتے ہیں اور نہ ہی مفلوک الحالی کی زندگی گزارتے ہیں ایسے لوگ متوازن زندگی بسر کرنے والے افراد کہلاتے ہیں (ایسے متوازن اور اعتدال پسند لوگوں کی اللہ تعالیٰ توصیف فرماتا ہے۔

{ فَلَمَّا نَبَّھُمُ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ } (3)

یعنی پھر جب اللہ انہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو اُن میں کوئی (ایسا بھی ہوتا ہے جو)

اعتدال پر رہتا ہے۔

(1) لقمن ، 33:31

(2) آل عمران ، 3:185

(3) لقمان ، 31:32

## تیسری قسم

اُن لوگوں کی ہے جو پہلی قسم کے بالکل برعکس ہوتے ہیں اور ضروریات زندگی کو چھوڑ پائیوں کے قریب قریب نہایت ہی سادگی سے پورا کرتے ہیں۔ انعامات الہیہ کا ظہور ان کی بود و باش سے نہیں ہوتا، شریعت اسلامیہ کی نظر میں جس طرح قسم اول کے انسان (جو انتہائی عیش و عشرت کی زندگی کے خوگر ہوتے ہیں) موقر نہیں ہیں اسی طرح یہ تیسری قسم کے لوگ (جو مفلوک الحالی میں جانوروں کے قریب زندگی گزارنے کے خوگر ہوتے ہیں) بھی صاحبان شرف شمار نہیں کئے جاتے ایسے لوگ کہ جن کی وضع قطع اور بود و باش سے رب ذوالجلال کے فضل کا اظہار نہ ہو رہا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال کا احساس نہ ہو رہا ہو، تو ایسا شخص لائق اصلاح ہے، اسے اپنی زندگی میں ترقی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ ابوالاحوص اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اُن کے والد نے کہا کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اُس وقت میرے جسم کے کپڑے معمولی اور گھنیا تھے، آپ نے پوچھا کیا تمہارے پاس مال ہے میں نے کہا ہاں، آپ نے پوچھا کس طرح کا مال ہے؟ میں نے کہا ہر طرح کا مال اللہ نے مجھے دیا ہے، اونٹ بھی ہیں، گائیں بھی ہیں، بکریاں بھی ہیں، گھوڑے بھی ہیں اور غلام بھی۔ تب حضور ﷺ نے فرمایا۔

(فَإِذَا أَتَاكَ مَا لَا فَلَيرِثْ نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكَ) (1)

یعنی جب اللہ نے تجھے مال دے رکھا ہے تو اُس کے فضل و احسان کا اثر و نشان تمہارے جسم پر ظاہر ہونا چاہئے تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے پاس اللہ کا دیا ہوا مال ہو تو انسان اُسے اپنی ذات پر بھی خرچ کرے۔

(1) ابو داؤد، سنن۔ کتاب اللباس، باب فی غسل الثوب و فی الخلقان

رقم 4063، ص 4/51

## 1.3 حکمتِ معاش کے اُصول کی وضاحت

### پہلا اصل: طبیات کو اختیار کرنا

حضرت شاہ ولی اللہ کی نظر میں حکمتِ معاش کا پہلا اصل پاک، طیب، طاہر اور صاف ستھری اشیاء کا کھانا ہے کیوں کہ انسان جس طرح کی خوراک کھاتا ہے بدن انسانی پر اُس خوراک کے اثرات بھی مرتب ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ قرآن مقدس میں متعدد مقامات پر صالح خوراک استعمال کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

{ يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا (1) }

یعنی اے لوگو کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے۔

نیز فرمایا

{ وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا } (2)

یعنی کھاؤ جو کچھ تمہیں اللہ نے روزی دی حلال پاکیزہ۔

نیز فرمایا

{ فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ } (3)

یعنی اور کھاؤ جو کچھ تمہیں اللہ نے روزی دی حلال پاکیزہ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو۔

حضرت شاہ ولی اللہ خبیث اشیاء کے استعمال سے منع کرتے ہوئے خبیث اشیاء کا معیار بیان کرتے ہیں۔

”خبیث سے میری مراد وہ اشیاء خورد و نوش ہیں جن سے آسائش اور تجربہ کے لحاظ سے متوسط طبقہ

(1) البقرة ، 2 : 168

(2) المائدة ، 5 : 88

(3) النمل ، 16 : 114

کے میانہ رو اشخاص کی طبائع سلیمہ نفرت کرتی ہیں مثال کے طور پر بدبودار طعام، مردار، جانور کا گوشت، حشرات الارض، خنزیر اور وہ درندہ جانور جو چیرنے پھاڑنے والے ہیں اور اُن سے بدبو آتی ہے، جیسے کتا، شیر وغیرہ یہ سب خمیث اور غیر طیب ہیں“ (1)

## دوسرا اصل: خباثت سے اجتناب

کھانے پینے کی اشیاء کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں ”کہ انسان کے جسم اور اخلاق پر اثر انداز ہونے والے اسباب میں سے سب سے قوی سبب انسان کی غذا اور خوراک ہے، خوراک کا کام یہ ہے کہ پہلے تو یہ بدن پر اثر دکھاتی ہے، پھر بدن کے تابع اندرونی قوتوں پر اور انسانی اخلاق پر گہرا اثر رکھتی ہے، اس لئے تحلیل و تحریم کی تفصیلات کا بیان شریعت اسلامیہ کا لازمی جزء ہے“ (2)

اقسام خباثت حسب ذیل ہیں

اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کے کھانے سے منع کیا ہے اُس کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: وہ جانور جن کی خباثت کی علت اُن کی ذات میں موجود ہے، جیسے خنزیر دوسری قسم: وہ جانور جن کی خباثت اُن کی ذات کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ کسی عارض کے بہ سبب ہے جیسے مردہ بکری، غیر اللہ کے نام پر ذبح

(1) شاع ولی اللہ، البدور البازغہ، ص 117

(2) شاع ولی اللہ، حجة الله البالغة، ص 654

## معروف خیانت اور ان کا تشریحی فلسفہ

### پہلی قسم: ذاتی خیانت کے حامل جانور

#### 1۔ جن جانوروں کی صورت پر قوموں کو مسخ کیا گیا

اُمم سابقہ میں جب نافرمانی بڑھتی جاتی تو اللہ تعالیٰ سزا کو بھی بڑھاتا جاتا یہاں تک کہ بعض اُمم سابقہ کی شکلوں کو جانوروں کی شکلوں میں تبدیل کر دیا گیا جیسا کہ قرآن مقدس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ امْتَدَّوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ

كُونُوا فِرْدَكًا خَاسِيَيْنِ} (1)

یعنی اور بے شک تم ضرور جانتے ہو کہ تم میں سے جنہوں نے ہفتہ میں سرکشی کی تو ہم نے اُن سے فرمایا کہ تم ذلیل بندر ہو جاؤ۔

نیز فرمایا

{مَنْ لَعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمْ الْفِرْدَكَةَ وَالْخَنَازِيرَ

وَعَبَدَ الطَّاغُوتِ أُولَئِكَ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضَلُّ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ} (2)

یعنی وہ جس پر اللہ نے لعنت کی اور غضب فرمایا اور ان میں سے بعض بندر اور خنزیر بنادیئے اور شیطان کا پجاری ان کا ٹھکانا زیادہ برا ہے اور یہ سیدھی راہ سے زیادہ بہکے ہوئے ہیں۔

نیز فرمایا

{فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا فِرْدَكًا خَاسِيَيْنِ} (3)

یعنی پس جب انہوں نے ممنوعات کی بابت سرکشی کی، ہم نے اُن سے فرمایا تم ذلیل بندر ہو جاؤ۔

(1) البقرة ، 2 : 65

(2) المائدة ، 5 : 60

(3) الاعراف ، 7 : 166

کسی قوم کی نافرمانی پر اُس قوم کی شکلوں کو بدل دینا یہ بہت بڑا عذاب ہے شکلیں بدل کر جن جانوروں کی طرح بنا دی گئیں اُن جانوروں کو کھانا ممنوع قرار دے دیا گیا ہے، کیوں کہ سزا یافتگان کو اصلی شکل سے جس دوسری شکل میں لایا جا رہا ہے یہ دوسری شکل یقیناً کسی ایسے جانور کی ہے جو ابتداء سے ہی اخلاقی قباحتوں کا حامل ہے اور اس وجہ سے اللہ کی بارگاہ میں ناپسندیدہ ہے اگر یہ جانور جوہ ناپسندیدہ نہ ہوتا تو مغضوبین کو پھر اس حالت میں نہ ڈھالا جاتا۔ ایسے جانوروں کا گوشت کھانے کے خفی اثرات بدن انسانی پر شدید اور قوی ہوتے ہیں۔ انسانوں کی بگڑی ہوئی روشوں پر جب اللہ ناراض ہو جاتا ہے اور انہیں اپنی رحمت سے دور کر دیتا ہے تو یہ لوگ فطرتِ سلیمہ کی حدود سے یہاں تک نکل جاتے ہیں کہ ان کی صورتِ نوعیہ بھی بدل جاتی ہے اور ان کے احکام بھی بدل جاتے ہیں وہ لوگ جو غضبِ الہی کی زد میں آ جاتے ہیں اور رحمتِ الہی سے دور ہو جاتے ہیں اور ان کی اشکال کو مخصوص جانوروں کے مشابہ کر دیا جاتا ہے دراصل ایسے انسانوں اور ان جانوروں کے درمیان ایک مخفی سی مناسبت ہوتی ہے اور سلیم الفطرت انسانوں اور ان جانوروں کے درمیان بہت وسیع بُعد ہوتا ہے اور نفوسِ قدسیہ اس سے واقف ہیں۔ اب ایسے جانوروں کو کھانا یہ گندگی اور غلاظت کے کھانے سے بھی برا ہوگا۔

خنزیر کے کھانے سے بطور خاص منع کرنے کی ایک یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ گزشتہ قوموں میں سے کسی قوم نے خنزیر کا گوشت کھایا ہو اس لئے انبیاء و مرسلین کی شرائع نے اُسے کھانے سے منع کر دیا ہو، بندر اور چوہوں وغیرہ کو کھانا اُمم سابقہ میں مروج نہیں تھا اس لئے ان کے نہ کھانے پر پہلے جیسی تاکید بھی نہیں کی گئی، تاہم چوہوں کو فواسق میں شمار کیا گیا ہے۔

## 2۔ خسیس خصلتوں والے جانور

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

( امر رسول اللہ ﷺ بقتل خمس فواسق فی الحل والحرم ، الغراب ، والحداة

، العقرب ، الفار والکلب العقور ) (1)

رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ پانچ موزی جانوروں کو حل اور حرم سب جگہوں میں قتل کرو، کوا، چیل، بچھو، چوہا اور باؤ لاکتا

مذکورہ جانوروں میں وہ خسیس، گھٹیا عادات پائی جاتی ہیں جن سے فطرتِ سلیمہ کو تنفر ہے جیسے کوئے اور چیل کا غلاظت خور ہونا، بچھو اور باؤ لے کتے کا انسانوں کیلئے ضرر رساں ہونا، چوہے کا گھریلو نقصان دہ جانوروں سے ہونا اگر کوئی شخص ان جانوروں کا گوشت استعمال کرتا تو یقیناً ان جانوروں کے اخلاق اس شخص کا حصہ قرار پاتے کیوں کہ خوراک بدن پر اثر انداز ہونے کے ساتھ ساتھ اخلاق کو بھی متاثر کرتی ہے، اس لئے حضور ﷺ نے ان سے بچنے کا حکم دیا ہے۔

”گوہ“ میں بظاہر تو کوئی ایسی خاست نہیں پائی جاتی ہے مگر پھر بھی حضور ﷺ نے اسے حرام قرار نہ دینے کے باوجود تناول نہیں فرمایا تاہم ساتھ ہی اس کی وجہ فرمائی۔

( ان الله لعن او غضب على سبط من بنى اسرائيل فمسخهم دواب يدبون في الارض فلا ادرى لعل هذا منها فلست اكلها ولا انهي عنها ) (2)

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے کسی گروہ پر لعنت کی یا غضب فرمایا اور انہیں زمین پر چلنے والے جانوروں کی شکل میں مسخ کر دیا، مجھے علم نہیں شاید یہ انہیں جانوروں میں سے ہوتا ہم میں نہ تو اسے کھاتا ہوں نہ اس سے روکتا ہوں۔

(1) دارمی ، سنن ، کتاب المناسک ، باب ما یقتل الممصر فی امرامہ ،

رقم 1748 ص 56/2

(2) مسلم ، الجامع الصمیح ، کتاب الصيد والذبايح وما یأکل من المیوان ،

باب اباحۃ الضب ، رقم 1951 ص 3/1546



### 3۔ انسانی اخلاق سے متصادم جانور

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ بعض جانور ایسے اخلاق پر پیدا کئے گئے ہیں جو انسانی اخلاق سے یکسر متضاد ہیں، انسان اس اخلاقی تفاوت اور بُعد کی وجہ سے ایسے جانوروں سے طبعاً فطرتاً دور ہی رہتا ہے اور یہ دوری اس حد تک ہوتی ہے کہ ضرورت و حاجت کے مواقع پر بھی انسان ایسے جانوروں سے دوری اختیار کرتا ہے، اگرچہ بعض لوگ ایسے مانوس اور متصادم الاخلاق جانوروں کو کھانا مکروہ نہیں سمجھتے ہیں مگر یہ قلیل لوگ ہیں جن کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے فرمایا کہ ایسے جانور کہ جن کے کھانے سے عرب و عجم کے تمام سلیم الفطرت انسان نفرت کرتے ہیں، اُن کی مندرجہ ذیل چار قسمیں ہیں۔

#### پہلی قسم

وہ درندہ جانور جو پیدائشی طور پر ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے شکار کو پنچے سے نوچ کر کھاتے ہیں جن کی پیدائش اور خلقت میں نوچنا، زخمی کرنا حملہ آور ہونا، سنگدلی اور قلبی قساوت پائی جاتی ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ نے بھیڑیے کے متعلق فرمایا کیا اُسے بھی کوئی کھاتا ہے؟ کچلیوں والے درندوں اور بچوں کے ساتھ شکار کرنے والے پرندوں کے کھانے سے حضور ﷺ نے واضح طور پر منع فرمادیا ہے۔

(عن ابن عباس ان رسول اللہ ﷺ ہی عن کل ذی ناب من السباع و عن کل ذی مخلب من الطیر) (1)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کچلیوں والے تمام درندوں اور ناخنوں والے تمام پرندوں کو کھانے سے منع فرمایا ہے۔

(1) مسلم، الجامع الصمیم، کتاب الصيد والذبائح وما یأکل من المیوان، باب تحریم اکل کل ذی ناب۔۔۔۔۔ رقم 1934/3 ص 1534

### دوسری قسم

وہ جانور کہ جن کی جبلت میں انسانوں کو نقصان پہنچانا ہے، ہر وقت انسانوں سے چھینا جھپٹی کے طلبگار ہوتے ہیں، ایسے جانور شیطانی القاء کو قبول کرتے ہیں اور شیطانی وسوسوں میں آکر انسانوں کو پریشان کرتے ہیں جیسے چھپکلی، سانپ، بکھی، بچھو وغیرہ

### تیسری قسم

وہ جانور جن کی پیدائش ذلت اور حقارت پر کی گئی ہے جو عموماً بلوں اور سوراخوں میں گھس کر چھپے رہتے ہیں جیسا کہ چوہے اور دیگر حشرات الارض۔ تاہم اگر یہ جانور نقصان نہ دیتے ہوں تو ان کے مارنے سے منع کر دیا گیا ہے کیوں کہ یہ جانور اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔ (1)

### چوتھی قسم

وہ جانور جن کا گذر بسر گندی خوراک، متعفن اشیاء اور لائق نفرت یا مردہ اشیاء کے کھانے پر ہو ایسے جانوروں کو جب انسان استعمال کرتا تو متعفن خوراک کے اثرات انسان پر بھی مرتب ہوتے، اس لئے شریعت اسلامیہ نے ایسے جانوروں کے استعمال سے منع کر دیا، بلکہ وہ جانور جو حلال قرار دیئے گئے مگر غلاظت خوری میں متجاوز ہو گئے ہوں (جنہیں جلالہ کہا جاتا ہے) تو انہیں استعمال کرنے سے پہلے بھی اُن کے بدن سے غلاظت کے اثرات کو ختم کرنا ضروری قرار دیا گیا۔

(1) مسلم، الجامع الصحيح، کتاب السلام، باب تحريم قتل الهرّة،

رقم 2243 ص 4/1767

## دوسری قسم: عارضی خباثت کے حامل جانور

### 1۔ مُردار

وہ جانور جو ذبح کئے بغیر مر گیا ہو خواہ اُس کا گلاد با کر مار دیا گیا ہو، خواہ کسی بے دھاری چیز کو مار کر جانور کے بدن سے روح کو نکال دیا گیا ہو یا وہ جانور گر کر مر گیا ہو یا کسی دوسرے جانور کے ضرب لگانے سے مر گیا ہو یا کسی درندے نے چیر پھاڑ دیا ہو، غرض یہ کہ ذبح کے بغیر جانور کسی بھی صورت میں مر گیا ہو اُس کا کھانا حرام قرار دے دیا گیا ہے (1)

حضرت شاہ ولی اللہ مردار کی حرمت کے فلسفہ میں لکھتے ہیں کہ اکثر اوقات مردار چیزوں میں زہریلے اثرات سرایت کر جاتے ہیں جو کہ بدنِ انسانی کیلئے ضرر رساں ثابت ہوتے ہیں۔ مردار کو غیر مردار سے الگ کرنے کا ایک ضابطہ مقرر کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ حلال جانور وہ ہے جس کی جان کو اپس اس کے بدن سے کھانے اور خوراک بنانے کیلئے نکالا گیا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ کسی اونچی جگہ سے گر کر مرنے والا، گلا گھونٹ کر مارا جانے والا، کسی جانور کی ضرب سے مارا ہو جانور حلال نہیں ہے۔ یہ سب خباثت ہیں ان کا گوشت کھانا انسان کیلئے حرام ہے۔ کھانے کی غرض سے جانور کے بدن سے روح نکالنے کے طریقہ بہت سے ہو سکتے ہیں۔ جیسے مجوسی جانور کا گھلا گھونٹ کر یا پیٹ چاک کرتے تھے اور جانور کے ٹھنڈا ہو جانے پر اس کا گوشت کھا لیا کرتے تھے، مگر انبیاء و مرسلین نے ذبح اور نحر کو اختیار کیا ہے۔ ذبح اور نحر میں متعدد فوائد ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں۔

**پہلا فائدہ:** جانور کے بدن سے روح نکالنے کا یہ طریقہ جسے ذبح اور نحر سے تعبیر کیا گیا ہے جو کہ انبیاء و مرسلین کی سنت ہے اُس کا پہلا فائدہ یہ ہے کہ جانور کی روح نکالنے کا یہی آسان ترین طریقہ ہے۔ اس کے ساتھ جانور کی جان بدن سے بہ سہولت نکل جاتی ہے۔

**دوسرا فائدہ:** یہ ہے کہ ذبح کرنے سے بدن کا سارا خون (جو کہ نجاستوں میں سے ایک نجاست ہے) نکل جاتا ہے اور جانور کو خون سے پاک کرنے کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے جبکہ گلا گھونٹ کر مارنے سے یہی خون کہ جس کا نکالنا مقصود ہے، پورے بدن میں سرایت کر جاتا ہے۔

**تیسرا فائدہ:** یہ ہے کہ خر و ذبح حلیت حنفیہ کے شعائر میں سے ہے جس کی وجہ سے ایک حنیف غیر حنیف شخص سے ممتاز ہو جاتا ہے اور ذبح کرتے وقت جب تک تکبیر پڑھتا ہے تو یہ اللہ جل جلالہ کا شکر یہ بھی ادا ہو جاتا ہے جس نے انسان ذاب کو اس جانور پر قدرت بخشی ہے۔

## 2۔ غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا جانور

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کئی باتیں ایسی ہیں جنہیں ملحوظ رکھنا ضروری ہے اُن میں سے ایک بات یہ ہے کہ مشرک لوگ اپنے باطل معبودوں اور طواغی کیلئے جانور ذبح کرتے تھے اور ان کا تقرب حاصل کرتے تھے اور اس سے غرض اُن معبودانِ باطلہ کی خوشنودی کا حصول ہوتا تھا، یہ فعل قطعی شرک ہے، چنانچہ اس قسم کے ذبیحہ کو حرام قرار دے دیا گیا۔ اس کا گوشت کھانے سے منع کر دیا گیا، اس کی وجہ یہ تھی کہ ذاب کی نظریاتی قباحت مذبوح جانور میں سرایت کر جاتی ہے۔

إرشاد باری تعالیٰ ہے

{ وَمَا أُمِّلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ } (1)

یعنی وہ (جانور بھی حرام ہے) کہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا۔

### 3۔ تھان پر ذبح شدہ جانور

شریعت اسلامیہ میں ایسے جانور بھی حرام قرار دے دیئے جو کسی تھان کی بھینٹ چڑھا دیئے گئے ہوں اور ذابح کی نیت بھی یہی ہو۔

### 4۔ غیر اللہ کی نذر

علامہ علاؤ الدین ہسکفی کا نظریہ

”اکثر عوام فوت شدہ لوگوں کی نذر مانتے ہیں اور اولیاء اللہ کا تقرب حاصل کرنے کیلئے ان کے مزارات پر روپے پیسے موم بتیاں اور تیل لے جاتے ہیں یہ نذر بالا جماع باطل ہے اور حرام ہے جب تک ان چیزوں کو فقراء پر خرچ کرنے کا قصد نہ کیا جائے“ (1)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی کا نظریہ

”اس پر اجماع ہے کہ مخلوق کی نذر حرام ہے اور منعقد نہیں ہوتی اور نہ ہی مزارات کے خادموں کیلئے اس کا لینا جائز ہے سوائے اس کے کہ وہ فقراء ہوں اور ان کے اہل و عیال کسب سے عاجز ہوں“ (2)

ان جانوروں کی حرمت کی اصل درج ذیل آیت ہے۔

{ مَرُمْتُ عَلَيْكُمْ الْمَيْتَةَ وَالْكَاهُ وَالْخَنُزِيرَ وَمَا أُمِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ  
وَالْمُنْفَرَقَةُ وَالْمَوْفُوزَةُ وَالْمُتَرَدِّبَةُ وَالنَّطِيطَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبْعُ إِلَّا  
مَا ذَكَّيْتُمْ وَذُبِحَ عَلَى النُّصَبِ --- } (3)

یعنی تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا اور جو گلا گھونٹنے سے مرے اور بے دھار چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرے اور جسے کسی جانور نے سنگھ مارا اور جسے کوئی روندہ کھا گیا مگر جنہیں تم ذبح کر لو اور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا

(1) حصکفی حنفی ، درمستار ہامش ، رد المحتار ، ص 175/4

(2) ابن عابدین ، رد المحتار ، ص 175/2

(3) المائدہ ، 3:5

## تیسرا اصل: متوازن زیب و زینت کو اختیار کرنا

حکمتِ معاش کا تیسرا بنیادی مسئلہ متوازن زیب و زینت ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

### مفہوم

علامہ زبیدی رقمطراز ہیں۔

”صحاح میں لکھا ہے کہ جس چیز سے تزین حاصل کیا جائے اسے زینت کہتے ہیں، تہذیب میں ہے کہ ہر وہ چیز جس سے تزین حاصل کیا جائے وہ زینت ہے کسی چیز کو دوسری چیز سے حسین بنانا زینت ہے خواہ لباس کے ساتھ حسین بنایا جائے، زیورات سے یا ہینت کڈائی سے۔ ایک قول کے مطابق ظاہری حسن و جمال اور رونق کو زینت کہتے ہیں۔ امام راغب کہتے ہیں کہ زینت حقیقت میں اُس چیز کو کہتے ہیں کہ جس کی وجہ سے دنیا اور آخرت کا کوئی حال معیوب نہ ہو۔ زینت کی تین قسمیں ہیں۔

### پہلی قسم

زینتِ نفسیہ جیسے علم اور اچھے اعتقادات

### دوسری قسم

زینتِ بدنیہ جیسے قوت، طویل قامت اور اچھی شکل و صورت

### تیسری قسم

زینتِ خارجیہ جیسے مال، عزت اور وجاہت“ (1)

زینت سے متعلق قرآنی آیات حسب ذیل ہے۔

(1) زبیدی، سید محمد مرتضیٰ، تاج العروس، 239/4

{ يُبَسِّئُ اَدمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ } ۝ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ مَنِ اللَّذِينَ أَنْهَأْتُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ } (1)

یعنی اے اولادِ آدم ہر نماز کے وقت اپنی زینت (لباس) پہن لیا کرو اور کھاؤ، پیو اور فضول خرچی نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے جو زینت پیدا کی ہے اور جو پاک اور لذیذ چیزیں پیدا کی ہیں انہیں کس نے حرام کیا ہے؟ آپ کہہ دیجئے کہ یہ چیزیں ایمان والوں کیلئے ہیں، دنیا کی زندگی میں بھی اور قیامت کے دن تو خاص انہی کے لئے ہیں۔ اس طرح ہم اہل علم کیلئے آیات کو کھول کر بیان کرتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ کی نظر میں حکمتِ معاشیہ کا دوسرا بنیادی قانون اعتدال اور توازن کے ساتھ زیب و زینت اور آرائش کو اختیار کرنا ہے جب تک انسان متوازن زیب و زینت اور متعادل آسائش و آرائش کو اختیار کئے رکھے گا۔ تب تک شریعت اسلامیہ کی نظر میں محمود قرار پائے گا اور جب بھی تنعم پسندی میں حدِ اعتدال سے تجاوز کرے گا اُسی وقت دربارِ الہی میں مذموم ٹھہرے گا۔

حضور ﷺ نے جب عجمیوں کو دنیا میں مستغرق اور لذائذ میں ڈوبا ہوا پایا تو ان کے اس استغراق کی جڑوں کو اور اس کی بنیادوں کو حرام قرار دے دیا کیوں کہ یہ لوگ ان غیر فطری تکلفات کی وجہ سے دنیا داری کی دلدل میں پھنستے ہی جاتے تھے اور اسلام کے حقیقی معیارِ زندگی سے دور ہوتے جا رہے تھے۔ تب نبی کریم ﷺ نے تکلفاتِ زندگی کی نشاندہی فرما کر ان سے بچنے اور تکلفات سے پاک زندگی بسر کرنے کا نظریہ عطا کیا۔ (2)

(1) الاصراف، 7: 31، 32

(2) شاة ولی اللہ ، حجة الله البالغة ، ص 189/2

## غیر متوازن معاش کے محرکات

### i فاخرانہ لباس

لباس کا اصل مقصد تو ستر پوشی اور مناسب زیبائش ہے،

ارشاد باری تعالیٰ ہے

{ بَيِّنِي أَدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ لِبَاسًا يُؤَكِّرُ سَوْآتَكُمْ وَرِيشًا } (1)

یعنی اے اولادِ آدم بے شک ہم نے تمہاری طرف لباس اتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں

چھپائے اور زیب و زینت ہو۔

اور اگر کوئی شخص لباس پہن کر اترتا ہے، فخریہ انداز اختیار کرتا ہے، تو ایسا شخص اللہ کی بارگاہ میں اپنی

مقبولیت کو کھودیتا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

( لا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من كبر ) (2)

جس شخص کے دل میں رتی کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔

فاخرانہ لباس کی چند صورتیں درج ذیل ہیں

### الف چادر لٹکانا

اگر کوئی شخص تکبر و غرور سے اپنی چادر، شلوار، قمیص، جبہ وغیرہ کو ٹخنوں سے نیچے لٹکاتا ہے تو اللہ جل

جلالہ کی بارگاہ میں اس عمل کو ناپسندیدہ قرار دیا جاتا ہے اور ٹخنوں سے اوپر لباس رکھنے کا تقاضا کیا

جاتا ہے، تاہم جو شخص تکبر اور غرور سے محفوظ ہو مگر پھر بھی اُس کا لباس ٹخنوں سے نیچے ہے، تو وہ زجر

الہی سے محفوظ رہے گا۔

(1) الاصراف ، 2: 7

(2) مسلم ، الجامع الصمیم ، کتاب الایمان ، باب تمریم الکبر و بیانہ ،

رقم 91 ص 1/95



حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

( ان الله لا ينظر الى من يجر ازاره بطرا ) (1)

جو شخص اترا تے ہوئے اپنی چادر لٹکائے گا اللہ تعالیٰ اُس کی طرف نظرِ رحمت نہیں کرے گا۔  
ابوداؤد کی ایک روایت ہے۔

( عن جابر ابن سليم قال قال رسول الله ﷺ و ارفع ازارك الى نصف الساق فان ابست فالى الكعبين و اياك واسبال الازار فانها من المفيلة و ان الله لا يحب المفيلة ) (2)

حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے تہبند کو آدھی پڈلیوں تک اونچا رکھو اور اگر ایسا نہ کرو تو ٹخنوں تک اونچا رکھو اور تہبند لٹکانے سے پرہیز کرو کیوں کہ یہ تکبر کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا ہے۔

﴿ب﴾ ریشم پہننا

ریشم کے کپڑے استعمال کرنا بھی فاخرانہ اندازِ معیشت میں داخل ہو جاتا ہے اس لئے شریعت اسلامیہ میں ریشم کے کپڑے پہننے سے مردوں کو روک دیا گیا ہے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے،  
( عن انس قال قال رسول الله ﷺ من لبس الحرير في الدنيا لم يلبسه في الآخرة ) (3)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے دنیا میں ریشم پہننا وہ شخص اُسے آخرت میں نہیں پہنے گا۔

(1) مسلم ، الجامع الصحيح ، كتاب اللباس والزينة ، باب تحريم

جر الثواب خيلاء ... رقم 2085 ص 3/1653

(2) ابو داؤد ، سنن ، كتاب اللباس ، باب ما جاء في اسبال الازار

رقم 4084 ص 4/56

(3) مسلم ، الجامع الصحيح ، كتاب الايمان ، باب تحريم الكبر وبيانہ

رقم 91 ص 3/1646

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ریشم کی قباہ یہ دی گئی آپ نے اُسے پہن کر نماز پڑھی پھر کراہت کے ساتھ اُسے زور سے کھینچ دیا پھر فرمایا یہ منہی لوگوں کیلئے مناسب نہیں ہے (1)

خالص ریشم کے کپڑے پہننا اگرچہ مرد کیلئے ممنوع قرار دیا گیا ہے لیکن اگر ریشم کے بیل بوٹے بنائے گئے ہوں کپڑوں کی آستین یا گریبان ریشم سے کڑھے ہوئے ہوں تو اس میں کوئی مُعَانَقہ نہیں ہے جیسا کہ درج ذیل روایت سے معلوم ہوتا ہے حضرت عبد اللہ (یہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا) کے غلام تھے اور حضرت اسماء کے کہنے پر چند امور کی وضاحت حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے طلب کر کے واپس حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے) فرماتے ہیں کہ میں اسماء کی طرف لوٹا اور انہیں وہ جوابات بتائے، حضرت اسماء نے کہا۔

( مَذَلَا جَبَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْرَجَتْ إِلَى جَبَةِ طَيَالِسِيَّةٍ كَسَرَتْ وَانِيَةً لَهَا لَبْنَةً دَبِجًا وَفَرْجِيًّا مَكْفُوفِينَ بِالْأَدْبِجِ ) (2)

یہ رسول اللہ ﷺ کا جبہ ہے، انہوں نے ایک طیالیسی، کسروانی جبہ نکالا جس کی آستینوں اور گریبان پر ریشم کے نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔  
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

( ان رسول الله ﷺ رخص لعبد الرحمن ابن عوف والزبير بن العوام في القمص الحرير في السفر من حكة كانت بهما او وجع كان بهما ) (3)  
رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت زبیر بن عوام کو ایک سفر میں ریشم پہننے کی اجازت دی کیوں کہ انہیں خارش یا اور کوئی تکلیف لاحق ہو گئی تھی۔

- (1) مسلم ، الجامع الصحيح ، كتاب اللباس والزينة ، باب تحريم استعمال اداء الذهب والفضة على الرجال ، رقم 2068/3
- (2) مسلم ، الجامع الصحيح ، كتاب اللباس والزينة ، باب تحريم استعمال اداء الذهب والفضة على الرجال ، رقم 2069/3
- (3) مسلم ، الجامع الصحيح ، كتاب اللباس والزينة ، باب اباحة لبس الحرير للرجل اذا كان به حكمة او نحوها ، رقم 2076/3

## ﴿ج﴾ شوخ رنگین کپڑے

ایسے رنگین کپڑے جن کا شوخ پن واضح ہو، بھڑکیے پن کا اظہار ہو، کفار و مشرکین کے رنگین ملبوسات سے مشابہت رکھتے ہوں تو شریعت اسلامیہ نے ایسے کپڑوں کے استعمال سے منع کر دیا ہے متعدد روایات موجود ہیں جن میں زرد رنگ کے کپڑے کے استعمال سے روک دیا گیا (1) جبکہ دوسری بعض روایات سے زرد رنگ کے کپڑے پہننے کی اجازت میسر آتی ہے۔ ان حالات میں زرد رنگ کے کپڑے پہننے سے منع کی روایات کو منسوخ پر محمول کیا جائے گا۔

اسی طرح سرخ رنگ کے کپڑوں کے استعمال کی بابت دو طرح کی روایات ملتی ہیں۔ بعض روایات ایسی ہیں جن میں سرخ رنگ کے کپڑے پہن کر حضور ﷺ کے قریب سے گزرتے ہوئے شخص نے حضور ﷺ کو سلام پیش کیا تو آپ نے اُس کے سلام کا جواب نہ دیا (2) مگر بعض روایات میں ہے کہ حضرت براء نے نبی کریم ﷺ کو سرخ رنگ کے حلقہ میں دیکھا (3) ان جیسی متنوع روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ شوخ رنگین کپڑوں کے استعمال کو نہ تو کلی طور پر ناجائز کہا جاسکتا ہے اور نہ ہی کلی طور پر جائز کہا جاسکتا ہے۔ شوخ رنگ کے کپڑوں کے استعمال سے اگر کسی میں غرور اور فخر پیدا ہوتا ہو، دکھاوا اور نمائش ظاہر ہوتا ہو تو اس کیلئے رنگین شوخ کپڑوں کا استعمال ممنوع ہے اور اگر کسی شخص میں شوخ رنگوں کے کپڑے پہن کر خود نمائی، شیخی اور تکلف جنم لیتا ہو تو اس کیلئے ایسے رنگین کپڑوں کا استعمال ناجائز ہے۔ ناز و خیرہ کرنے والے، کپڑوں پر اتارنے والے حسن، وضع قطع کے ساتھ تبخیر کرنے والے شخص کیلئے اللہ جل جلالہ کی طرف سے سخت ناراضی آئی ہے۔

- (1) مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الحج، باب ما یباح للمصرم بجم او عمرۃ وما لا یباح و بیان، رقم 1180، ص 837/2
- (2) ابو داؤد، سنن، کتاب اللباس، باب فی الصمرۃ، رقم 4068، ص 52/4
- (3) البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الوضوء، باب غسل الرجلین فی النعلین ولا یمسح علی النعلین، رقم 731/1، ص 164

( عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال بینما رجل یمشی قد اعجبته جمته و برداءه اذ خسفت به الارض فهو یتجلجل فی الارض حتی تقوم الساعة ) (1)  
 حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص اپنے سر کے بالوں اور اپنی پہنی ہوئی چادروں پر اتارتا ہوا جا رہا تھا اچانک اُسے زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا رہے گا۔

## ii فاخرانہ زیورات

حضرت شاہ ولی اللہ نے تمدن کے فاسد ہونے کے اسباب میں سے ایک سبب طبعی جبلت کی تغیر بیان کیا ہے مثلاً مرد کی پیدائش ایسی عادات پر ہوئی ہے، جو مردیت اور رجولیت کے مناسب ہے اور عورتوں کی پیدائش ایسی عادات پر ہوئی ہے جو نسوانیت کے مناسب ہے، جب مرد ایسی عادات اختیار کریں جو رجولیت کے منافی ہوں اور نسوانیت کے ساتھ مطابقت رکھتی ہوں اور عورتیں ایسی عادات اختیار کریں جو نسوانیت کے منافی ہوں اور رجولیت سے مطابق رکھتی ہوں تو یہ تغیر تمدن کے بگاڑ کا سبب بنتی ہے۔ زیورات کا استعمال عورتوں کے حال کے زیادہ مناسب ہے کیوں کہ زیورات کے استعمال کے ساتھ عورت اپنے شوہر کی تسکین کا باعث بنتی ہے، نزاکت کی کیفیت میں آتی ہے اپنے زیورات کے ساتھ لچکدار انداز کو اختیار کر کے مرد کی صلابت اور سختی کو متوازن کرتی ہے اگر زیورات کا استعمال عورت کی بجائے مرد کرنے لگ جائے تو زیورات کی تاثیر سے مرد کی رجولیت اور صلابت (جو کہ کارگہ حیات میں ایک حد تک مطلوب ہے) نسوانیت کی طرف بڑھنا شروع ہو جائے گی جو بالآخر فسادِ تمدن کا سبب بن جائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت اسلامیہ نے مردوں کو ہر ایسی ادا اختیار کرنے سے روک دیا ہے کہ جس کی وجہ سے مردوں سے

(1) البخاری ، الجامع الصمیم ، کتاب اللباس والزینۃ ، باب تحریم التبختیر فی الممشی مع اعجابه بثیابہ ، رقم 2088 ، ص 1653/3

عورتوں کی جھلک نظر آئے، ریشمی کپڑوں کا پہننا جیسے مردوں کیلئے حرام قرار دے دیا گیا ہے اسی طرح سونے کے زیورات سے مطلقاً اور چاندی کی ایک انگٹھی سے زائد زیور کے استعمال سے مردوں کو روک دیا گیا ہے۔ ہاں البتہ اگر عورتیں بھی سونا وغیرہ استعمال کر کے فخر و سر بلندی کا اظہار کریں تو اُن کے اس فخر اور کبر و ریا کی وجہ سے اُن کیلئے بھی زیورات ممنوع قرار پا جائیں گے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

( امرنا رسول اللہ ﷺ بسبع و نہانا عن سبع امرنا بعبادة المريض و اتباع الجنائزة و تشميت العاطس و ابرار القسم او المقسم و نصر المظلوم و اجابة السامع و افشاء السلام -- و نہانا عن خواتيم او عن تخطم بالذهب و عن شرب بالفضة و عن المياثر و عن القسي و عن لبس الحرير و الاستبرق و الديباچ ) (1)

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا اور سات چیزوں سے روکا ہے، مریض کی عیادت کرنے، جنازہ کے ساتھ جانے، چھینک کا جواب دینے، قسم پوری کرنے، مظلوم کی مدد کرنے، دعوت قبول کرنے اور بکثرت اسلام کرنے کا حکم دیا ہے۔۔۔ انگٹھی پہننے یا سونے کی انگٹھی پہننے، چاندی کے برتنوں میں پینے، ریشمی گدوں پر بیٹھنے، قسی (ریشم کی ایک قسم) پہننے، ریشمی کپڑا پہننے، استبرق (ریشم کی ایک قسم) اور دیباچ (ریشم کی ایک قسم) پہننے سے منع فرمایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔

( اهل الذمب والحرير لاناث من اُمتی و حرم علی ذکورھا ) (2)

سونا اور ریشم میری اُمت کی عورتوں کیلئے حلال اور مردوں کیلئے حرام کیا گیا۔

(1) مسلم ، الجامع الصحيح ، كتاب اللباس والزينة ، باب تحريم استعمال

اناء الذمب والفضة على الرجال ، رقم 2066 ص 3/1635

(2) نسائي ، سنن ، كتاب الزينة ، باب تحريم الذمب على الرجال

رقم 5148 ص 161/8

نیز فرمایا

( من احب ان يحلق حبيبته حلقة من النار فليحلقه حلقة من ذهب ) (1)  
اور جو کوئی اپنے دوست کو آگ کا حلقہ پہنانا چاہے تو وہ اُسے سونے کی انگوٹھی پہنادے۔

### iii نامناسب بال

جن بالوں کو کٹوانا یا ترشوانا مطلوب شریعت ہوا نہیں یونہی چھوڑ دیا جائے اور جن بالوں کو لمبا کرنا مقصود ہوا نہیں کاٹ دیا جائے اسی طرح شریعت کے مجوزہ رنگ کے علاوہ کسی دوسرے رنگ کے ساتھ بالوں کو رنگین کر دیا جائے یہ سب صورتیں نامناسب بالوں میں شامل ہیں۔ فاخرانہ لباس اور فاخرانہ زیورات کی طرح نامناسب بال بھی حکمتِ معاشیہ کو غیر متوازن کر دیتے ہیں اسی لئے شریعت اسلامیہ نے بالوں سے متعلق چند قواعد و ضوابط وضع کئے ہیں تاکہ بالوں کو حدِ اعتدال میں رکھ کر حکمتِ معاشیہ کو متوازن بنایا جاسکے۔

### ﴿الف﴾ ڈاڑھی اور مونچھوں کے بال

ڈاڑھی اور مونچھوں کے بالوں کی مقدار کی بابت شریعتِ اسلامیہ کا ایک قانون یہ کہ ڈاڑھی کو بڑھایا جائے اور مونچھوں کو چھوٹا رکھا جائے، صحیح بخاری کی روایت ہے۔

( عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ انه كوا الشوارب واعفوا للحمي ) (2)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مونچھوں کو بہت کم کرو اور ڈاڑھیوں کو اپنے حال پر چھوڑو یعنی بڑھاؤ۔

حافظ نور الدین النیشی بیان کرتے ہیں۔

( عن ابی ہریرۃ قال قال رسول الله ﷺ ان اهل الشرك يعفون شواربهم و

(1) ابو داؤد۔ سنن، کتاب الفاتم، باب ما جاء في الذم للنساء،

رقم 4236 ص 93/4

(2) البخاری، الجامع الصمیح، کتاب اللباس، باب اعفاء اللحمی عفواً کثیر

واوکثرت اموالهم، رقم 5554 ص 2209/5

يخفون لحامهم فخالقوهم واعفوا اللحمي واحفو الشوارب (1)

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ مشرکین اپنی مونچھوں کو بڑھاتے ہیں اور اپنی ڈاڑھیاں بہت زیادہ کتروانے ہیں لہذا تم اُن کی مخالفت کرو، ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں بہت زیادہ کم کراؤ۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں۔

( عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية والسواك واستنشاق الماء وقص الاظفار وغسل البراجم ونتف الابط وحلق العانة و

انتقص الماء قال مصعب ونسيت العاشرة الا تكون المضمضة - ) (2)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دس چیزیں انبیاء علیہم السلام کی سنت تھیں، مونچھیں کاٹنا، ڈاڑھی دراز کرنا، مسواک کرنا، ناخن کاٹنا، جوڑوں کو دھونا، بغلوں کے بال نوچنا، زیر ناف بال مونڈھنا اور پانی سے استنجاء کرنا، مصعب کہتے ہیں کہ میں دسویں چیز کو بھول گیا شاید کہ وہ کلی کرنا ہو۔

بدن انسان پر بالوں کی مقدار کی بابت کہ کس حصہ بدن کے بال کس مقدار کے ہوں یہ حدیث کافی حد تک وضاحت کی حامل ہے تاہم ڈاڑھی کی طوالت کی بابت اختلاف فقہاء موجود ہے۔

علامہ زبیدی حنفی نے مختصر الفاظ میں اس اختلاف کا اظہار اس طرح کیا ہے۔

”واستدل به الجمهور على ان الاولى ترك اللحية على حالها وان لا يقطع منه

شي وهو قول الشافعي واصحابه وقال عياض يكره حلقها وقصها وتخريفها و

قال القرطبي في المفهوم ويجوز حلقها ولا نتفها ولا قص الكثير منها قال

عياض واما الانخذ من طور لها فحسن قال ويكره الشبهة في عظيمها كما

(1) مسلم ، الجامع الصحيح ، كتاب الطهارة ، باب خصال الفطرة ،

رقم 259 ص 222/1

(2) مسلم ، الجامع الصحيح ، كتاب الطهارة ، باب خصال الفطرة ،

رقم 261 ص 223/1

یکسرة فی قصبا و جزما و قد اختلف السلف هل لذلك حد فمنهم من لم  
 یمدد شیئاً فی ذلك الا انه لا یتترك بحد الشهرة و یأخذ منها و کره مالک  
 طولها جدا و منهم من حد بما زاد علی القبضۃ فیزال و منهم من کره الاخذ  
 منها الا فی حج او عمرۃ“ (1)

اس حدیث (ڈاڑھیاں بڑھاؤ) سے جمہور نے یہ استدلال کیا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ ڈاڑھی کو اپنے  
 حال پر چھوڑ دیا جائے اور اسے بالکل نہ کاٹا جائے، امام شافعی اور ان کے اصحاب کا یہی قول ہے  
 ۔۔۔ اور قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ ڈاڑھی کو مونڈھنا اور کاٹنا مکروہ ہے۔ علامہ قرطبی نے مفہوم  
 میں کہا ہے کہ ڈاڑھی کو مونڈھنا نوچنا اور اُس کا زیادہ حصہ کاٹنا جائز نہیں ہے۔ اور قاضی عیاض نے  
 کہا کہ ڈاڑھی کو طولا کاٹنا مستحسن ہے۔ اور اسے حد تمسخر تک لمبا کرنا مکروہ ہے اسی طرح اُسے  
 (زیادہ/مبالغہ کے ساتھ) کاٹنا بھی مکروہ ہے۔ متقدمین کا اس میں اختلاف ہے کہ ڈاڑھی کاٹنے کی  
 کوئی حد ہے یا نہیں ہے۔ بعض نے کہا اس کی کوئی حد نہیں ہے البتہ اسے اتنا لمبا نہ کرے کہ یہ حد  
 تمسخر کو پہنچ جائے اور اس سے کچھ قدر کاٹ لے۔ امام مالک نے اس کے بہت زیادہ طول کو مکروہ  
 قرار دیا ہے بعض نے اس کی حد قبضہ مقرر کی ہے اور کہا کہ جب ڈاڑھی قبضہ سے زیادہ ہو تو اسے  
 کاٹ دیا جائے اور بعض نے کہا ہے کہ حج اور عمرہ کے موقع کے سوا ڈاڑھی کاٹنا مکروہ ہے۔

(1) زبیدی حنفی، سید محمد مرتضیٰ، اتحاف السادة المستقرین،



## ﴿ب﴾ قزع

(سر کے بالوں کے بعض حصہ کو مونڈنا اور باقی کو اپنے حال پر چھوڑ دینا)

(عن ابن عمر ان رسول اللہ ﷺ نہی عن القزع قال قلت لنافع وما القزع قال

يخلق بعض رأس الصبي و يترك بعض) (1)

حضرت ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قزع سے منع فرمایا میں نے نافع سے پوچھا قزع کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ بچے کے سر کے بعض حصہ کو مونڈا جائے اور بعض حصہ کو ترک کر دیا جائے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں۔

علماء کا اس پر اجماع ہے کہ اگر سر کے بالوں کو مختلف جگہوں سے کاٹا جائے اور درمیان میں جگہ چھوڑ دی جائے تو یہ مکروہ تنزیہی ہے ہاں اگر علاج کی وجہ سے اس کی ضرورت ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام مالک اسے لڑکی اور لڑکے دونوں کی بابت مکروہ کہتے ہیں۔ بعض مالکی فقہاء شافعیہ کہتے ہیں کہ یہ مردوں اور عورتوں کیلئے مطلقاً مکروہ ہے، کیوں کہ حدیث میں عموم ہے علماء نے کہا ہے کہ اس کے مکروہ ہونے کی حکمت یہ ہے کہ اس میں خلقت کو بگاڑنا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ برے لوگوں کی روش ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس میں یہود کے ساتھ مشابہت ہے (2)

## ﴿ج﴾ مصنوعی بال لگانا

نامناسب بالوں کی ایک قسم مصنوعی بالوں کو لگانا ہے اس امر پر ممانعت کو حضرت اسماء بنت ابی بکر نے درج ذیل کلمات میں بیان کیا ہے۔

(عن اسماء بنت ابی بکر قالت جاء ت امرأة الى النبی ﷺ فقالت يا

(1) مسلم، الجامع الصمیح، کتاب اللباس والزینة، باب کرامة القزع

رقم 2120 ص 3/1675

(2) نووی، یحییٰ بن شرف، شرح مسلم، ص 204/2

رسول اللہ ان لی ابنۃ عربیسا اصابتها حصبة فتمرق شعرها افا صله فقال

لعن الله والواصله والمستوصله (1)

حضرت اسماء بنت ابی بکر بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک عورت نے حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ میری بیٹی دہن بنی ہے اور اسے چچک نکل آئی ہے جس کی وجہ سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں کیا میں اس کے بالوں کے ساتھ بال ملا کر پیوند کر لوں آپ نے فرمایا ”بال جوڑنے اور بال جڑانے والی پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے“

علامہ علاؤ الدین حنفی ہسکفی لکھتے ہیں۔

بالوں کے ساتھ آدمی کے بالوں کو ملانا حرام ہے، خواہ وہ عورت کے بال ہوں یا عورت کے علاوہ کسی اور کے کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے بال ملانے والی، بال ملوانے والی، گودنے والی، گدوانے والی اور بال نوچنے والی اور نچوانے والی پر لعنت کی ہے۔ (2)

### ﴿د﴾ بالوں کو رنگنا

بالوں کو مختلف رنگوں کے ساتھ رنگین کیا جاسکتا ہے مگر شریعت اسلامیہ نے بعض رنگوں کے ساتھ بالوں کو رنگنا جائز اور بعض دوسرے رنگوں کے ساتھ رنگنا ناجائز قرار دیا ہے، لہذا خضاب لگانے کو نہ تو علی الاطلاق جائز قرار دیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اسے جائز کہا جاسکتا ہے، بلکہ اُس رنگ کو دیکھا جائے گا کہ کیا یہ رنگ شریعت کا پسندیدہ ہے یا نہیں ہے۔ تاہم یہود و نصاریٰ اپنے سفید بالوں کو جوں کا توں ہی رکھا کرتے تھے تب حضور ﷺ نے یہود و نصاریٰ کی مخالفت میں بالوں پر خضاب کے استعمال کا حکم دیا۔

(1) مسلم، الجامع الصمیم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم فعل

الواصلۃ والمستوصلۃ والواشمۃ والمستوشمۃ،

رقم 2122 ص 3/1676

(2) حصکفی، درمختار علی هامش، رد المحتار، ص 5/263

(عن ابی ہریرۃ قال انسبی ﷺ ان الیہود والنصارى لا یصبغون فخالفومہ) (1)  
حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہود و نصاریٰ بالوں کو نہیں رنگتے ہیں سو تم اُن کی مخالفت کرو۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ رنگ کیسا ہو۔ روایات میں چار رنگوں کے ساتھ بالوں کو رنگنے کا ذکر ملتا ہے اور وہ یہ ہیں سرخ رنگ، زرد رنگ، مہندی رنگ، سیاہ رنگ۔ ان رنگوں میں سے سیاہ رنگ کے استعمال کی ممانعت ملتی ہے سوائے اس کے کہ وہ مجاہد ہو اور جہاد میں مصروف اور دشمن پر رُعب برقرار رکھنا چاہتا ہو۔

یا اپنی بیوی کو متوجہ رکھنا چاہتا ہو۔ بعض نے بیوی کو متوجہ کرنے کیلئے خضاب لگانے کو مکروہ لکھا ہے اس کی تفصیل رد المحتار میں مرقوم ہے (2) حضرت انس رضی اللہ عنہ مہندی کے ساتھ بال رنگتے تھے (3)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن ابی اوفیٰ سرخ خضاب استعمال کرتے تھے۔ (4)  
حضرت حسین بن علی مہندی اور تم ملا کر خضاب لگاتے تھے۔ (5)

## iv تغیر خلق

خوشنما لگنے کیلئے انسان اپنے وجود پر کئی تبدیلیوں کا اظہار کرتا ہے۔ بعض تبدیلیوں کی شریعت اجازت دیتی ہے کیوں کہ اُن متوازن تبدیلیوں کی وجہ سے انسان کی کارکردگی میں اضافہ ہوتا ہے، عملی اقدام میں بہتری واقع ہوتی ہے جیسے سرمہ لگانا، کنگی کرنا، خوشبو کا استعمال، بالوں پر تیل لگانا،

(1) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، رقم 3275، ص 3/1275

(2) ابن عابدین، رد المحتار، ص 5/372

(3) ابن ابی شیبہ، المصنف، ص 8/245

(4) ابن ابی شیبہ، مرن، ص 8/247

(5) ابن ابی شیبہ، مرن، ص 8/247

مہندی کا استعمال اور بعض تبدیلیاں ایسی ہوتی ہیں کہ جنہیں اختیار کرنے میں تکلف ہوتی ہے، اور انہیں اختیار کرنے سے خلق میں تبدیلی کا احساس ہوتا ہے جیسا کہ درج ذیل حدیث میں وعید پائی جاتی ہے۔

(عن ابن عمر ان رسول اللہ ﷺ لعن الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة) (1)

حضرت ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (بالوں کو) جوڑ لگانے والی اور جوڑ لگوانے والی، گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت فرمائی ہے اسی طرح دوسری حدیث میں پلکوں اور بھنوں کے بال نوچنے والی، نچوانے والی دانتوں کو کشادہ کرنے اور کرانے والی پر لعنت فرمائی ہے کیوں کہ یہ تمام اللہ کے ”خلق“ میں تبدیلی پیدا کرنے والے ہیں۔ (2)

## v تصویروں سے آرائش کرنا

تصویروں کے ساتھ خوبصورتی اور آرائش کرنے کو شریعت اسلامیہ نے ممنوع قرار دیا ہے۔ حضور ﷺ نے تصویروں کے ذریعہ زیب و زینت اختیار کرنے سے منع فرما دیا اس کی دو وجوہ بطور خاص ہیں۔

- ☆ یہ کہ لوگ اپنا اکثر سرمایہ تصویر سازی پر خرچ کر دیا کرتے اور پھر فخر کیا کرتے۔
  - ☆ یہ کہ تصویر سازی کے ساتھ بت پرستی کا دروازہ کھلتا ہے تو اس طرح سد ذرائع کے طور پر تصویر کشی سے منع کر دیا گیا، احادیث میں ہمیں مختلف حیثیتوں کی حامل تصاویر کا ذکر ملتا ہے۔
- 1۔ وہ تصاویر جو قبروں کے قریب پڑی ہوتی تھیں، ایک زمانہ میں نیک لوگوں کے مرنے کے بعد ان کی تصاویر کو ان کے مقبروں میں آویزاں کر دیا جاتا تھا اور یہاں عبادت و ریاضت کی جاتی تھی

(1) مسلم، الجامع الصمیم، کتاب اللباس والزینة، باب تحریم فعل

الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة، رقم 2124 ص 1677/3

(2) مسلم، الجامع الصمیم، کتاب اللباس والزینة، باب تحریم فعل

الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة، رقم 2125 ص 1678/3

حضور ﷺ نے ایسے لوگوں کو سب مخلوق سے بُرا قرار دیا۔

2- جاندار اشیاء کی وہ تصاویر جو قابل اعزاز مقام پر ہوں، ایسی تصاویر کو قابل اعزاز جگہ سے ہٹانا ضروری ہے جیسا کہ امام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

ایک دن نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور صورتِ حال یہ تھی کہ میں نے تصویروں والا ایک پردہ لٹکایا ہوا تھا آپ نے اُسے ہٹا دیا اور میں نے اُس کے دو ٹکے بنادئے (1)  
علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

اگر تصویر کو ذلت کے ساتھ رکھا جائے یا بغیر ذلت کے رکھا جائے لیکن اُس کی ہیئت کو متغیر کر دیا جائے یا تو وہ تصویر آدمی کا ڈی جائے یا اُس کا سر کاٹ دیا جائے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے (2)  
حضور ﷺ نے تصویر کی بابت وعید میں ارشاد فرمایا۔

( لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب ولا صورة ) (3)

یعنی فرشتے اُس گھر میں داخل نہیں ہوتے کہ جس گھر میں کتا ہو یا تصویر ہو۔

نیز ارشاد فرمایا۔

( ان من اشد الناس عذابا يوم القيامة الذين يشبهون بخلق الله ) (4)

قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اُن لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کی مشابہت کرتے ہیں۔

نیز مصورین کی بابت سخت وعید ارشاد فرمائی۔

(1) مسلم، الجامع الصحيح، کتاب اللباس والزينة، باب تحريم

تصوير صورة الميوان و تحريم اتخاذ ما فيه، رقم 2107 ص 3/1668

(2) عسقلانی، ابن حجر، فتح الباری، ص 1/392

(3) مسلم، الجامع الصحيح، کتاب اللباس والزينة، باب تحريم

تصوير صورة الميوان و تحريم اتخاذ ما فيه، رقم 2106 ص 3/1665

(4) مسلم، الجامع الصحيح، کتاب اللباس والزينة، باب تحريم

تصوير صورة الميوان و تحريم اتخاذ ما فيه، رقم 2107 ص 3/1667

( عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اشد الناس عذابا يوم القيامة  
المصورون ) (1)

یعنی

## vi غیر شرعی مشغولیت

حکمتِ معاش کو غیر متوازن کرنے والے اُمور میں غیر شرعی مشغولیت کا شمار بھی ہوتا ہے،  
غیر شرعی مشغولیت سے مراد یہ ہے کہ انسان کسی ایسے عمل میں مصروف ہو جائے کہ جس کے ساتھ  
کوئی مصلحت موجود نہ ہو، یہ مصروفیت محض لہو و لعب کے طور پر ہو۔ حضور ﷺ نے ایسی غیر شرعی  
مشغولیت کی بابت ارشاد فرمایا۔

( من لعب بالنرد شیر فکانما صیغ بدۃ فی لحم خنزیر و دمہ ) (2)  
جس شخص نے چوسر کھیلنا گویا اُس نے اپنے ہاتھوں کو خنزیر کے خون اور گوشت میں رنگ لیا۔  
علامہ علاؤ الدین ہسکفی حنفی لکھتے ہیں۔

نزد (چوسر) اور شطرنج کھیلنا مکروہ تحریمی ہے، امام شافعی نے شطرنج کھیلنے کو مباح کہا ہے، امام ابو  
یوسف سے ایک روایت یہی ہے یہ اُس وقت ہے کہ جب اُس میں شرط نہ لگائی جائے اور یہ اُسے  
کھیلنے کی عادت بنائی جائے، اور نہ ہی اُس میں مشغولیت کی وجہ سے کسی واجب کو ترک کیا جائے  
ورنہ شطرنج کھیلنا بالاجماع حرام ہے۔ (3)

ایسی مشغولیت اور ایسے کھیل جنہیں اختیار کرنے سے دینی اُمور متاثر نہ ہوتے ہوں اور صحت کو

(1) مسلم، الجامع الصمیم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم

تصویر صورة المیوان و تحریم اتخاذا ما فیہ، رقم 2109 ص 1670/3

(2) مسلم، الجامع الصمیم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم

اللعب بالنرد شیر، رقم 2260 ص 1670/3

(3) حصکفی، درمختار علی هامش، رد المحتار، ص 347/5

برقرار رکھنے یا بیماری کے حملہ سے بچاؤ کیلئے اپنایا جاتا ہو تو اسلام نے ایسی مشغولیت کی حوصلہ افزائی کی ہے بلکہ خود نبی کریم ﷺ نے ایسی مشغولیت کو اختیار کیا ہے کہ جس سے بدنِ انسانی مضبوط رہتا ہے، دماغ بیدار اور انسان چوکنا رہتا ہے۔

(عن انس بن مالک قال سابق رسول الله ﷺ اعرابی فسبقه فكان اصحاب رسول الله وجدوا في انفسهم من ذالك فقال حق على الله ان لا يرفع شي نفسه في الدنيا الا وضعه الله) (1)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک اعرابی نے مقابلہ کیا وہ اعرابی آپ سے آگے نکل گیا، رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو اس واقعہ سے دکھ ہوا چنانچہ اس کی بابت حضور ﷺ سے بات کی گئی تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ جو چیز بھی دنیا میں بلند ہو اسے پست کر دے (محض سر بلندی صرف اللہ ہی کیلئے ہے) ابوداؤد کی روایت ہے۔

(عن عائشة انها كانت مع النبي ﷺ في سفر قالت فسابقته وسبقته على رجلى فلما حملت اللحم سابقته فسبقتي فقال هذا بتلك السبقة) (2)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک سفر میں وہ نبی ﷺ کے ساتھ تھیں، آپ فرماتی ہیں کہ میں نے دوڑ میں آپ سے مقابلہ کیا اور آپ سے آگے نکل گئی پھر جب میں فریبہ ہو گئی تو میں نے پھر آپ سے مقابلہ کیا اس بار آپ آگے نکل گئے آپ نے فرمایا یہ پہلی بار کا بدلہ ہے۔

حضرت رکانہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رکانہ نے نبی کریم ﷺ سے کشتی کی، نبی اکرم ﷺ نے انہیں پچھاڑ دیا۔ (3)

(1) نسائی، سنن، کتاب الخیل، باب الجنب، رقم 3592 ص 228/6

(2) ابو داؤد، سنن، کتاب الجہاد، باب فی السبق علی الرجل

رقم 2578، ص 29/3

(3) ابو داؤد، سنن، کتاب الطلاق، باب البتة، رقم 2206، ص 263/2

معلوم ہوا کہ جس مشغولیت میں بدن کو چاک و چوبندر کھنا مقصود ہو یا جن کی تیاری مطلوب ہو تو اُس مشغولیت کو شریعت اسلامیہ نے بہ نظر تحسین دیکھا ہے اور جس مشغولیت سے فرائض میں کوتاہی واقع ہوتی ہو اُسے مسترد کر دیا ہے کیوں کہ انسان جب غیر ضروری امور میں داخل ہو جاتے ہیں جیسے شطرنج، کبوتر بازی، جانوروں کو لڑانا، وغیرہ تو ضروریات دین سے بھی اعراض کر جاتے ہیں اس طرح شہر والے شہر پر بھی بھاری پڑ جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ اپنی زندگی کی اصلاح سے بھی بے خبر ہو جاتے ہیں۔

## vii سامانِ فخر و ریاء

حضرت شاہ ولی اللہ کے نزدیک حکمتِ معاش کو متاثر کرنے والے امور میں سے ایک امر، حاجت سے زیادہ ساز و سامان کا ہونا ہے، جس سامان کو فخر کیلئے جمع کیا گیا ہو، وہ شیطانی جال ہوتا ہے

### ﴿الف﴾ حاجت سے زائد بستر اور لباس

(عن جابر ابن عبد اللہ ان رسول اللہ ﷺ قال له فراش للرجل وفراش لامرأته ، الثالث للضعیف والرابع للشيطان ) (1)

حضرت جابر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک بستر مرد کیلئے ہے ایک اُس کی بیوی کیلئے، تیسرا بستر مہمان کیلئے اور چوتھا بستر شیطان کیلئے ہے۔

### ﴿ب﴾ جانوروں کو فخر و ریاء سے پالنا

جانوروں کی پرورش تو انبیاء و مرسلین نے بھی کی ہے مگر جب جانوروں کو محض اس لئے پالا جائے تا کہ معاشرہ میں نام ہو، ان جانوروں کو بطورِ سر بلندی کے استعمال کیا جائے تو یہی عمل اللہ جل جلالہ

(1) مسلم ، الجامع الصمیح ، کتاب اللباس والزینۃ ، باب کرامۃ ما زاد علی الحاجۃ من الفراش واللباس ، رقم 2084 ص 3/165



کی بارگاہ میں ناپسندیدہ قرار پا جاتا ہے جیسے اونٹوں کو خوب پالا پوسا جائے مگر انہیں سواری کے طور پر استعمال نہ کیا جائے اسی طرح گمرانی کے علاوہ مقصد رکھتے ہوئے کتوں کا پالنا، اللہ کی ناراضگی کا باعث بن جاتا ہے۔

( عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ من اقتنى كلبا الا كلب صيد او ماشية نقص من اجره كل يوم قبراطان ) (1)

حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے شکاری کتے یا جانوروں کی گمرانی کرنے والے کتے کے علاوہ کتا پالا روزانہ اُس کے اعمال سے دو قیراط کم ہوتے رہیں گے۔ حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ بندر اور خنزیر کے پالنے کا حکم بھی کتے کے پالنے کی مانند ہے، میں کہتا ہوں کہ اجر کم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان جانوروں کے پالنے سے انسان کی قوت بھیمی کو طاقت ملتی ہے، اور ملکیت مغلوب ہوتی رہتی ہے، اور قیراط کی مقدار کو تمثیل کے طور پر ذکر فرمایا ہے۔ (2)

## viii سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال

حضرت شاہ ولی اللہ کے نزدیک حکمتِ معاش کو متاثر کرنے والے اُمور میں سے ایک امر سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال ہے اس سلسلہ میں حضور ﷺ سے وعید شدید ہے۔

( عن امر سلمه زوج النبى ﷺ ان رسول الله ﷺ قال الذى يشرب فى انية الفضة انما يجبر جرا فى بطنه نار جهنم ) (3)

نبی کریم ﷺ کی زوجہ سیدہ ام سلمہ ارشاد فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔

(1) مسلم، الجامع الصحيح، کتاب المساقاة، باب الامر بقتل الكلاب

وبیان نسخه و بیان تحریر، رقم 1574 ص 1201/3

(2) شاة ولی اللہ، حجة الله البالغة، ص 193/2

(3) مسلم، الجامع الصحيح، کتاب اللباس والزينة، باب تحریر

استعمال او انى الذمب والفضة فى الشرب، رقم 2065 ص 1643/3

عبدالرحمن بن ابی ہلی بیان کرتے ہیں۔

( استسقىٰ حذيفة مسقاة مجوسى فى اناء من فضة فقال انى سمعت رسول الله ﷺ يقول لا تلبسوا الحرير ولا الديباج ولا تشربوا فى آنية الذهب والفضة ولا تاكلوا فى صحافها فانها لهم فى الدنيا ) (1)

حضرت حذیفہ نے پانی مانگا تو ایک مجوسی نے چاندی کے ایک برتن میں پانی پلایا، حضرت حذیفہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے کہ نہ ریشم پہنو، اور نہ ہی دیباج پہنو اور سونے اور چاندی کے برتن میں مت پو اور نہ ان کی رکابیوں میں کھاؤ کیوں کہ یہ برتن کفار کیلئے دنیا میں ہیں۔

## چوتھا اصل: آدابِ طعام کو اختیار کرنا

حضرت شاہ ولی اللہ کی نظر میں حکمتِ معاشیہ کا تیسرا بنیادی قانون کھانے پینے کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا ہے، (2) اگر کھانے پینے کے آداب کو شریعت اسلامیہ سے متعلق کر کے اختیار نہ کیا جائے تو ایسی صورت میں ارتفاق ثانی کا اہم شعبہ حکمتِ معاشیہ تشنہ تکمیل رہتا ہے۔ لہذا ارتفاق ثانی کے کامل حصول کیلئے جس طرح حکمتِ معاشیہ کو اختیار کرنا ضروری ہے اسی طرح حکمتِ معاشیہ کی تکمیل کیلئے جن امور کو اختیار کیا جاتا ہے اُن میں سے ایک امر ”آدابِ طعام“ ہے۔

طیب اشیاء کو اختیار کرنے اور مناسب زیب و زینت کو اپنانے کے بعد شریعتِ اسلامیہ کے مطابق کھانے پینے کے آداب کو ملحوظ رکھنا یہ بھی انسانی تمدن کے سفر کا ایک حسین پہلو ہے، آدابِ طعام مندرجہ ذیل ہیں۔

- ۱۔ کھانا کھانے سے پہلے کے آداب
- ۲۔ کھانا کھانے کے دوران کے آداب
- ۳۔ کھانا کھانے کے بعد کے آداب
- ۴۔ خوراک سے متعلق آداب

(1) مسلم ، الجامع الصمیم ، کتاب اللباس والزینة ، باب تحریم

استعمال اناء الذهب والفضة فی الشرب ، رقم 2067 ص 3/1638

(2) شاة ولی اللہ ، حجة البالغہ ، ص 184

## i کھانا کھانے سے پہلے کے آداب

### ﴿الف﴾ ہاتھ دھونا

کھانا کھانے سے قبل پہلے ہاتھ دھونا چاہئے، جس طرح سونے کے بعد بیدار ہونے والے کو کسی برتن میں ہاتھ داخل کرنے سے پہلے ہاتھ دھونے کا پابند کیا گیا ہے اسی طرح کھانا کھانے والے کو کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کا ادب سکھایا گیا ہے۔ ابو داؤد شریف کی روایت ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(من نام و فی بدلا عمر لم یغسله فاصابه شیء فلا یلو من الانفسه) (1)  
جس کسی کے ہاتھ میں کھانے کی چکنائی لگی رہ جائے اور وہ سو جائے اور پھر اُسے کچھ تکلیف پہنچے (جانور کاٹ لے) تو وہ صرف خود کو ہی ملامت کرے کسی دوسرے کو ملامت نہ کرے (کیوں کہ ایسا اُس کی اپنی غلطی سے ہوا ہے)

### ﴿ب﴾ تسمیہ پڑھنا

اہل اسلام کو اپنے تمام کام تسمیہ پڑھنے سے شروع کرنے چاہئیں کھانا کھانے سے پہلے تسمیہ پڑھنے کی بابت صحیح مسلم کی روایت ذیل ہے۔

”حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتے تو جب تک رسول اللہ ﷺ شروع نہ کرتے ہم کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھاتے۔ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ ایک لڑکی اس طرح بھاگتی ہوئی آئی جیسے کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہو اُس نے آتے ہی اپنا ہاتھ کھانے کی طرف بڑھانا چاہا رسول اللہ ﷺ نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر ایک اعرابی بھی اسی طرح دوڑتا ہوا آیا اور اس نے آتے ہی اپنا ہاتھ کھانے کی طرف بڑھانا چاہا، رسول

(1) ابو داؤد، سنن، کتاب الاطعمۃ، فی غسل البید من الطعام

اللہ ﷻ نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

( ان الشیطان یستعمل الطعام ان لا یذكر اسم الله علیه و انه جاء بهذه الجارية یستعمل بها فاختذت بیدهما فجاء بهذا الامرابی یستعمل به فاختذت بیده والذی نفسی بیده ان یدہ فی یدی مع یدہما ) (1)

جس کھانے پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے شیطان اُس کھانے کو حلال کر لیتا ہے، سو وہ اس لڑکی کو کھانا حلال کرنے کیلئے لایا تو میں نے اُس لڑکی کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر کھانا حلال کرنے کیلئے وہ اس اعرابی کو لایا تو میں نے اُس اعرابی کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے، شیطان کا ہاتھ اُس لڑکی کے ہاتھ کے ساتھ میرے ہاتھ میں تھا۔

نیز جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ( اذا دخل الرجل بیتہ فذكر الله عند دخوله وعند طعامه قال الشیطان لا مبيت لكم ولا عشاء واذا دخل فلم یذكر الله عند دخوله قال الشیطان ادرکتکم

المبيت واذا لم یذكر الله عند طعامه قال ادرکتکم المبيت والعشاء ) (2) جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا شروع کرتے وقت اللہ کا نام لے تو شیطان کہتا ہے کہ یہاں تمہارے بٹھرنے کی جگہ ہے نہ کھانے کی اور جب کوئی شخص گھر جائے اور داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے کہ تم نے ٹھکانہ اور کھانا دونوں پال لیے ہیں۔

### ﴿ج﴾ دائیں ہاتھ سے کھانا

انسان کو ضرورت کے پیش نظر پاک اور ناپاک ہر دو طرح کی چیزوں کو ہاتھ لگانے کی ضرورت ہوتی ہے، اس لئے نظافت و طہارت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر دو ہاتھوں کی کارکردگی کو مخصوص کر دیا جائے

(1) مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الاشریة، باب الآداب الطعام الشراب واحکامہا، رقم 1597/3 ص 2018

(2) مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الاشریة، باب الآداب الطعام الشراب واحکامہا، رقم 1598/3 ص 2018

چنانچہ ہر اچھے کام کو سرانجام دینے کیلئے دائیں اور حصولِ طہارت کیلئے شرمگاہ وغیرہ تک ہاتھ لے جانے کیلئے بائیں کو خاص کر دیا ہے۔ کھانا تناول کرنے کیلئے بھی شریعت اسلامیہ نے دائیں ہاتھ کے استعمال پر زور دیا ہے اور بائیں ہاتھ کے ساتھ کھانے کو شیطانی قرار دیا ہے۔

(عن جابر عن رسول اللہ ﷺ قال لا تأكلوا بالشمال فان الشيطان ياكل بالشمال) (1)

حضرت جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بائیں ہاتھ کے ساتھ مت کھاؤ، کیوں کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے۔

نیز حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

(إذا اكل احدكم فلياكل بيمينه و اذا شرب فليشرب بيمينه فان الشيطان ياكل بشماله ويشرب بشماله) (2)

جب تم میں سے کوئی شخص بھی کھانا کھائے تو دائیں ہاتھ کے ساتھ کھائے اور پئے تو دائیں ہاتھ کے ساتھ پئے کیوں کہ شیطان بائیں ہاتھ کے ساتھ کھاتا اور پیتا ہے۔

﴿د﴾ کھانے کا بدبودار نہ ہونا

حضور ﷺ ایسے کھانے کو پسند کرتے تھے جو بدبودار نہ ہوتا تھا کیوں کہ ملائکہ خوشبو کو پسند کرتے ہیں اور بدبو سے دور ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کچے پیاز اور لہسن کے حلال ہونے کے باوجود انہیں تناول نہیں فرماتے تھے۔

(عن ابی ایوب الانصاری قال کان رسول اللہ ﷺ اذا اوتی طعاما اكل منه و بعث بفضله الی و انه بعث الی یوما بفضله لم یاكل منها لان فیها ثوما فسالته

(1) مسلم، الجامع الصمیم، کتاب الاشربة، باب الآداب الطعام الشراب

واحکامہا، رقم 1598/3 ص 2019

(2) مسلم، الجامع الصمیم، کتاب الاشربة، باب الآداب الطعام

الشراب واحکامہا، رقم 1598/3 ص 2019

احرام مو قال فلا ولكنى اكرمه من اجل ربحه قال فانى اكره ما كرمته (1)

حضرت ابویوب انصاری بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس کھانا لایا جاتا تو آپ اُس میں سے تناول فرماتے اور جو بچ جاتا اُسے میرے پاس بھیج دیتے ایک دن آپ نے میرے پاس کھانا بھیجا جس میں سے آپ نے بالکل نہیں کھایا تھا کیوں کہ اُس میں (کچا) لہسن تھا، میں نے آپ سے پوچھا کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں لیکن میں اسے اس کی بدبو کی وجہ سے ناپسند کرتا ہوں، میں نے عرض کیا جو آپ کو ناپسند ہے وہ مجھے بھی ناپسند ہے۔

﴿ھ﴾ کھانے کا مُسکر نہ ہونا

ہر وہ شی جو عقلی خلل کا باعث بنے اُسے کھانا پینا حرام ہے، کیوں کہ اسلام عقل کی حفاظت کا حکم دیتا ہے اور مُسکرا شیا ء عقل کی کارکردگی کو متاثر کرتی ہیں۔

(عن عائشة قالت سئل رسول الله ﷺ عن البتخ فقال كل شراب اسكر فهو حرام) (2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے شہد کی شراب کی بابت سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا جو مشروب بھی نشہ آور ہو وہ حرام ہے۔

## ii کھانا کھانے کے دوران کے آداب

﴿الف﴾ پانی تین سانسوں میں پیا جائے

پانی اس لئے پیا جاتا ہے تاکہ پیاس بجھے اگر پانی پینے کے ساتھ پیاس ہی نہ بجھے تو پانی پینے سے جو فائدہ حاصل کرنا مقصود تھا انسان اُس سے محروم ہو گیا، پیاس بجھانے اور کھانا ہضم کرنے کیلئے پانی پینے کا طریقہ یہ ہے کہ آہستہ آہستہ پیا جائے غٹ غٹ کر کیا ایک ہی سانس میں نہ پی لیا جائے۔

(1) مسلم ، الجامع الصمیح ، کتاب الاشربة ، باب اباحة اكل الثوم وانه

ينبغي انه لمن او اد خطاب الكبار ، رقم 2053 ص 3/1623

(2) مسلم ، الجامع الصمیح ، کتاب الاشربة ، باب بيان ان كل مسكر

خمر وان كل خمر حرام ، رقم 1585/3 ص 2001

(عن انس قال كان رسول الله ﷺ يتنفس في الشراب ثلاثا و يقول انه اروي و

ابره وامرء قال انس فاننا اتنفس في الشراب ثلاثا ) (1)

حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پینے میں تین مرتبہ سانس لیتے تھے اور فرماتے تھے اس (عمل) سے خوب سیری ہوتی ہے، پیاس بجھتی ہے اور کھانا ہضم ہوتا ہے، حضرت انس نے کہا میں پینے میں تین مرتبہ سانس لیتا ہوں۔

### ﴿ب﴾ کھانا تحمل سے کھایا جائے

اگر کھانا کم ہو تو مستحب یہ ہے کہ زیادہ زیادہ نہ کھائے اور اگر کھانا ضرورت سے زیادہ ہو مضافتہ نہیں تاہم پھر بھی ادب کا تقاضا ہے کہ انسان حرص کو ترک کر دے (2)

( عن جبلة ابن سميم قال سمعت ابن عمر يقول نهى رسول الله ﷺ ان

يقرن الرجل بين التمرتين حتى يستاذن اصحابه ) (3)

حضرت جبلة بن سمیم نے اپنے عمر کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنے ساتھیوں سے اجازت لئے بغیر دودو کھجوروں کو ملا کر کھائے

### ﴿ج﴾ کھانا کم کھایا جائے

انسان کے اخلاقی محاسن میں سے ایک کم خوری ہے، بسیار خوری کافروں کی علامات میں سے ایک علامت ہے، حضور ﷺ نے اپنے کافر مہمان کو یکے بعد دیگرے سات بکریوں کا دودھ دودھ کر دیا تو ساتوں کا ہی دودھ پی گیا، اور جب وہ صبح ہوتے ہی حلقہ گوش اسلام ہوا تو دو بکریوں کا دودھ بھی نہ پی سکا، تب حضور ﷺ نے فرمایا۔

(1) مسلم ، الجامع الصحيح ، كتاب الاشربة ، باب كرامة للتنفس في

نفس الاناء واستحباب التنفس ، رقم 2028 ص 2/1602

(2) نووی ، یحییٰ بن شرف ، شرح مسلم ، ص 2/181

(3) مسلم ، الجامع الصحيح ، كتاب الاشربة ، باب نهى الاكل مع جماعة

عن قرآن تمرتين ونحوهافي ، رقم 2045 ص 3/1617

(المومن یشرب فی معی واحد والكافر یشرب فی سبعة اصعاء) (1)  
مسلمان ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔

﴿د﴾ خوراک کا سادہ ہونا

حضور ﷺ چونکہ عرب میں مبعوث ہوئے اور اہل عرب تکلفات سے بے نیاز لوگ تھے، حضور ﷺ نے بھی سادہ خوراک کے استعمال کو سراہا ہے اور گھر میں سرکہ کی موجودگی کو اہل خانہ کیلئے تیار سالن فرمایا۔

( عن عائشة ان النبی ﷺ نعم الادم او الادم الخل ) (2)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سرکہ بہترین سالن ہے۔

﴿ه﴾ کھاتے وقت تواضع اختیار کرنا

حضور ﷺ جیسے عام حالات میں متکبرانہ انداز سے پرہیز فرماتے تھے اسی طرح کھانا کھاتے وقت بھی تواضع اختیار فرماتے تھے۔

( عن انس ابن مالک قال رأیت النبی ﷺ مقعبا یاکل تمرا ) (3)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اِتِقاء کے طریقہ پر کھجوریں کھاتے ہوئے دیکھا، (دونوں گھٹنے کھڑے کر کے سرین کے بل بیٹھنا اور دونوں گھٹنوں کے گرد ہاتھ باندھنا اِتِقاء کہلاتا ہے)

(1) مسلم ، الجامع الصمیح ، کتاب الاشربة ، باب المومن یاکل معی

واحد والكافر یاکل فی سبعة ، رقم 2060 ص 1631/3

(2) مسلم ، الجامع الصمیح ، کتاب الاشربة ، باب فضيلة الخل والغادم به  
رقم 1621/3 ص 2051

(3) مسلم ، الجامع الصمیح ، کتاب الاشربة ، باب استحباب تواضع الاكل  
وصفة قعوده ، رقم 1616/3 ص 2044



## ﴿و﴾ گرے ہوئے لقمہ کو اٹھانا

حضرت شاہ ولی اللہ نے آداب طعام میں ایک ادب حدیث نبوی کے حوالہ سے یہ بھی رقم کیا ہے کہ اگر کسی کے ہاتھ سے لقمہ گر جائے تو اُسے زمین پر پڑا نہ رہنے دے بلکہ اٹھا کر صاف کر کے اُسے کھا جائے، اگر اُس نے ایسا نہ کیا تو یہ شیطان کا حصہ بن جائے گا (1)

اس سلسلہ میں حضرت شاہ ولی اللہ اپنا ایک مشاہدہ بھی ذکر کرتے ہیں فرماتے ہیں ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ ہمارا ایک دوست ملاقات کیلئے آیا اور کچھ کھانا اُس کے سامنے پیش کیا اُس کے کھانے کا ایک ٹکڑا اُس کے ہاتھ سے گر پڑا اور زمین میں لڑھک گیا وہ شخص اٹھ کر اس کے اٹھانے کو چلا وہ جتنا چلتا تھا لقمہ اُس سے اسی قدر دور ہوتا جاتا تھا، یہاں تک کہ حاضرین کو کسی قدر تعجب ہوا اور لقمہ پکڑنے والے شخص کو کچھ مشقت کرنا پڑی مگر وہ اُسے اٹھا کر کھا گیا۔ پھر چند دنوں کے بعد ایک شخص پر شیطان یعنی جن آ گیا، اور وہ جن اُس شخص کی زبان سے کلام کرنے لگا، دوران کلام اُس نے یہ بھی کلام کیا کہ فلاں شخص پر میرا گزر ہوا وہ کھا رہا تھا تو مجھے وہ کھانا اچھا لگا مگر اُس نے مجھے کچھ بھی نہیں کھلایا اور میں نے اُس کے ہاتھ میں سے لقمہ اچک لیا تو اُس نے میرے ساتھ اس قدر جھگڑا کیا کہ بالآخر وہ مجھ سے چھین کر لے گیا“ (2)

## ﴿ذ﴾ مکھی گرنے سے کھانا ضائع نہ کرے

اگر کھانے میں مکھی گر جائے تو مکھی کو ڈبو کر مکھی کو پھینک دے اور کھانے کو استعمال کرے حضور ﷺ نے فرمایا۔

( اذا وقع الذباب فى اداء احدكم فليغمسه كله ثم ليطرحه فان فى احد جناحيه

شفاء وفى آخر داء وفى رواية وانه يتقى بجناحيه الذى فيه الداء ) (3)

(1) مسلم، الجامع الصحيح، كتاب الاشربة، باب استحباب لعق الاصابع

والقصعة واكل اللقمة الساقطة، رقم 2033 ص 1607/3

(2) شاة ولی اللہ، حجة اللہ البالغہ، ص 186

(3) البخاری، الجامع الصحيح، کتاب الاطعمة، العجوة

رقم 5445 ص 2180/5

جب تم میں سے کسی شخص کے برتن میں مکھی گر پڑے تو تمام مکھی کو ڈبو کر پھر اُسے پھینک دے کیوں کہ اُس کے ایک پر میں شفاء اور دوسرے میں بیماری ہے اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ مکھی اُس پر کے ذریعہ بچنے کی کوشش کرتی ہے کہ جس میں بیماری ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

”کہ اللہ تعالیٰ نے حیوان کے اندر اُس کی طبیعت کو تدبیر بدن کیلئے پیدا کیا ہے وہ طبیعت بسا اوقات نقصان دہ مواد کو جو کہ جزو بدن ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا، اسے بدن کے درمیان سے ہٹا کر اطرافِ بدن کی طرف دور کر دیتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ اطباء جانوروں کی دُم کھانے سے منع کرتے ہیں، اور مکھی بسا اوقات خراب غذا جو جزو بدن ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی کھاتی رہتی ہے اور اُس کی طبیعت اس مادہ فاسد کو اُس کے عضوِ خسیس یعنی پر کی طرف پھینکتی ہے اور خدا کی یہ حکمت ہے کہ جہاں زہر کو رکھا ہے وہاں تریاتی مادہ کو بھی رکھ دیا ہے۔ (1)

### ﴿ح﴾ مہمان نوازی

حضرت شاہ ولی اللہ نے کھانے کے آداب میں مہمان کی تواضع کو بھی شامل رکھا ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں۔

( من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه ) (2)

جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہئے کہ اپنے مہمان کا احترام کرے پھر حضور ﷺ نے مہمان کی خاطر و مدارت اور مہمان ہونے کے دنوں کی تعیین عطا فرمائی ہے۔

( عن ابی شریح الخزاعی قال قال رسول اللہ ﷺ الضیافة ثلاثة ایام و جائزته

یوم و لیلۃ ) (3)

(1) شاة ولی اللہ ، حجة اللہ البالغہ، ص 186

(2) البخاری ، الجامع الصمیح ، کتاب الادب ، باب من كان يؤمن بالله

والیوم الآخر فلیؤد جارة، رقم 5672 ص 2240/5

(3) مسلم ، الجامع الصمیح ، کتاب الاشربة ، باب استمباب لعق الاصابع

والقصعة واکل اللقمة الساقطة، رقم 2033 ص 1607/3

ابوشریح خزاعی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مہمانی تین دن تک ہے اور خاطر و مدارت ایک دن تک ہے۔

مندرجہ بالا آداب طعام کے علاوہ بھی مزید آداب روایات میں موجود ہیں جیسے کھانا اپنے سامنے سے کھانا، پانی پیتے وقت برتن میں سانس نہ لینا، ٹیک لگا کر یا منہ کے بل لیٹ کر کھانا نہ کھانا، کھڑے ہو کر پانی نہ پینا (عادت کے بغیر کبھی کبھی ایسا کرے تو حرج نہیں ہے) کھانے اور پانی کے برتنوں کو ڈھانپ کر رکھنا، کھانے میں عیب نہ نکالنا۔

### iii کھانا کھانے کے بعد کے آداب

#### الف انگلیاں چاٹ لینا

کھانا کھانے کے بعد انگلیوں پر لگی چکنائی کو رومال سے صاف کرنے یا دھونے سے پہلے چاٹ لینا چاہئے کیوں کہ ہو سکتا ہے کھانے کی برکت انگلیوں پر لگی چکنائی میں ہی ہو، حضور ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے اور ایسا کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

(عن جابر بن النبی ﷺ امر ببلع الاصابع والصفحة وقال انکم لا تدرون فی ایہ البرکة)

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے (کھانا کھانے کے بعد) انگلیاں اور پیالہ چاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا تمہیں معلوم نہیں کہ اُن میں سے کس میں برکت ہے۔

#### ب اللہ کا شکر ادا کرنا

انسان کے سامنے جو کچھ کھانے کیلئے موجود پڑا ہے، انسان اس پر مکمل غلبہ حاصل کئے ہوئے ہے اس موقع پر انسان کو تسبیح یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنے کا پابند کر دیا گیا تاکہ اس کی غلبہ والی حالت یا دِالہی سے مشغول ہو جائے اور کھانا کھا لینے کے بعد جب کہ اس کا غلبہ مکمل ہو گیا تو اس لمحہ کو بھی یادِ الہی سے مصروف کرنا شریعت اسلامیہ کا منظور نظر قرار پایا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

(سموا اذا انتم شربتم و احمدا اذا انتم رفعتم) (1)

جب تم پیئے لگو تو بسم اللہ پڑھ لیا کرو اور کھانا کھاؤ تو اللہ کی حمد بیان کیا کرو۔

## پانچواں اصل: آدابِ طہارت کو اختیار کرنا

حضرت شاہ ولی اللہ کی نظر میں حکمتِ معاشیہ کا چوتھا بنیادی قانون آدابِ طہارت کو ملحوظ خاطر رکھنا ہے۔ پہلے تمہیداً طہارت کا مفہوم بیان کیا جاتا ہے اس کے بعد طہارت سے متعلق فلسفہ شاہ ولی اللہ ذکر کیا جائے گا۔

### i طہارت کا مفہوم

﴿الف﴾ لغوی مفہوم

علامہ زبیدی حنفی لکھتے ہیں۔

طہر اور طہارت کا معنی نجاست کی ضد ہے، عورت کے ایام طہر کو اطہار کہتے ہیں، طاہر کا حقیقی معنی ہے وہ شخص جو نجاست سے آلود نہ ہو اور طاہر کا مجازی استعمال اُس شخص کیلئے ہوتا ہے جو نقائص سے بری ہو (2)

### ﴿ب﴾ اصطلاحی مفہوم

شریعتِ اسلامیہ میں طہارت کا مفہوم، لغوی مفہوم سے کوئی الگ نہیں ہے تاہم قرآن مقدس میں طہارت کا کلمہ دو قسم کی طہارتوں پر بولا جاتا ہے طہارتِ بدنی اور طہارتِ نفسی

(1) ترمذی، سنن، کتاب الاشربة عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء في

التنفس في الاناء، رقم 1885 ص 302/4

(2) زبیدی، تاج العروس، ص 362/3

## طہارت بدنی اور قرآن

{ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطْبُؤْا } (1)

یعنی اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو اچھی طرح طہارت (غسل) حاصل کرو۔

{ وَلَا تَقْرَبُوهُمْ حَتَّىٰ يَطْهُرُوا فَإِذَا تَطَهَّرُوا فَأَتُوهُمْ مِّنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ } (2)

یعنی حالت حیض میں عورتوں کے ساتھ عمل تزویج مت کرو۔

## طہارت نفسی اور قرآن

نفسی طہارت سے نظریہ کی صفائی، قلبی اطمینان اور عقائد اسلامیہ کی پختگی مراد ہے، جبکہ نظریہ کی کدورت اور عدم اطمینان کو قرآن مقدس میں عدم طہارت یا نجاست سے تعبیر کیا گیا ہے جیسا کہ درج ذیل آیات سے ظاہر ہے۔

{ مَوَالِذِیْۤ اُنْزَلَ السَّكِیْنَةُ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ } (3)

یعنی وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں اطمینان کو نازل کیا۔

{ اَوْ كَيْفَ الَّذِیْنَ لَمْ یُزِدْهُمُ اللّٰهُ اَنْ یُّطَهَّرْ قُلُوْبُهُمْ } (4)

یعنی یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پاک کرنے کا ارادہ نہیں فرمایا۔

## ii ارتقاقِ ثانی سے طہارت کا تعلق

حضرت شاہ ولی اللہ کے مقاصدِ شریعہ میں پہلا مقصد ارتقاقِ ثانی کی اصلاح ہے اور ارتقاقِ ثانی سے مراد وہ ضرورتیں ہیں جو افراد کے باہم اجتماع سے پیدا ہوتی ہیں، مختصر یہ کہ شہری زندگی کی ضروریات ارتقاقِ ثانی کہلاتی ہیں۔ اور اجتماعی و شہری زندگی میں طہارت و نظافت کو اختیار کرنا بنیادی ضروریات میں شامل ہے کیوں کہ انسان کی طبیعتِ سلیمہ نجاست سے نفرت اور

(1) المائدہ، 5: 6

(2) البقرہ، 222/2

(3) الفتح، 4: 48

(4) المائدہ، 5: 41

نظافت سے رغبت رکھتی ہے، جس طرح طبعی طور پر انسان اپنی ہیئت کو برقرار رکھنے کیلئے غذا کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح اپنی ملکیت کو باقی رکھنے کیلئے طہارت و نظافت کا طبعی طور پر محتاج ہے، شاہ ولی اللہ نے انسان کیلئے طہارت کو اُس غذا کے مشابہ قرار دیا ہے جو دوا کا کام بھی دیتی ہے یعنی ایسی غذا کہ جس کے استعمال کرنے والے کے دونوں مقاصد پورے ہوتے ہیں، وہ غذا، غذا بھی ہوتی ہے اور وہ غذا دوا بھی ہوتی ہے۔

### iii مقصدِ طہارت

طہارت کے ذریعہ انسان شیطانی حالتوں کو زائل اور ملکی حالتوں کو حاصل کر سکتا ہے، سیات کا ازالہ اور حسنات میں اضافہ کر سکتا ہے، عموماً عذاب قبر پیشاب سے نہ بچنے کی وجہ سے ہوتا ہے جیسا کہ ایک حدیثِ نبوی ہے اُس میں دو قبروں میں پڑے دو افراد کو بتلائے عذاب صرف اس لئے قرار دیا گیا کہ اُن میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کرتا تھا (1)

ظاہری اور معنوی نظافت کے ذریعہ انسان نجاست سے طہارت حاصل کرتا ہے اور اس حصولِ طہارت سے جمعیتِ قلب میسر آتی ہے اور دل شگفتگی کا احساس کرتا ہے، سوءِ معرفت کے پردوں کا مؤثر علاج طہارت ہی ہے، حضرت شاہ ولی اللہ طہارت حاصل کرنے والے کی عظمت کا اظہار ایک محسوس مثال سے کرتے ہیں، فرماتے ہیں جس طرح بادشاہ کی محفل میں حاضر ہونے والا شخص جسم و لباس کی نظافت کا خیال رکھتا ہے اسی طرح بارگاہِ الہی میں حاضر ہونے والا شخص طہارت کا خیال رکھتا ہے۔

(1) مسلم ، الجامع الصمیح ، کتاب الطہارۃ ، باب الدلیل علی نجاستہ  
البول ووجوب الاستبراء منه ، رقم 292 ص 240/1

## iv طہارت عن الخبث

حضور ﷺ نے طہارت کی دو قسمیں واضح فرمائی ہیں۔

۱۔ طہارت عن الخبث

۲۔ طہارت عن الحدث

”خبث“ سے طہارت کا مفہوم یہ ہے کہ مرنی اور دکھائی دی جانے والی نجاستوں سے پاکیزگی حاصل کی جائے اور ”حدث“ سے طہارت حاصل کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ جو نجاستیں نظر نہیں آتی ہیں اُن سے پاکیزگی حاصل کرنا، دکھائی دی جانے والی نجاستوں (اُخبث) سے طہارت حاصل کرنا انسانوں کے اپنے حالات اور عادات کی طرف سوچ دیا گیا ہے یعنی انسان خود سمجھتے ہیں کہ نجاستوں کو خود اپنی ذات سے دور کیسے کرنا ہے، مگر شارع علیہ السلام نے حصول طہارت کی بابت لوگوں کے رسم و رواج کو ایک دوسرے سے مختلف پایا، پس حصول طہارت کیلئے جو رسوم فاسد تھیں، انہیں باطل قرار دے دیا اور جو کمزور اور ناقص تھیں اُن کی اصلاح کر دی۔ (1) حصول طہارت کی رسوم جنہیں شریعت اسلامیہ نے اصلاح کے ساتھ پیش کیا، اُن میں سے استنجاء بھی ہے۔

### ﴿الف﴾ استنجاء

استنجاء میں نجاست کے ازالہ کیلئے شریعت اسلامیہ نے دو طریقے بیان کئے ہیں۔

۱۔ پانی بہا کر

۲۔ ڈھیلوں کے استعمال سے

تاہم زیادہ بہتر طریقہ سے حصول طہارت کیلئے دونوں (ڈھیلوں، پانی) کا استعمال بھی کیا جاسکتا ہے۔ (اور وہ اس طرح کہ پہلے مٹی کے ڈھیلوں کے ساتھ پھر پانی کے ذریعہ دھو کر)

(1) شاة ولی اللہ، البدور البازعہ، ص 310

آدابِ استنجاء حسبِ ذیل ہیں۔

### 1۔ استنجاء کیلئے تخلیہ

### 2۔ پانی کے ساتھ استنجاء کرنا

استنجاء کرنے والے کیلئے پہلا ادب یہ ہے کہ وہ لوگوں سے الگ تھلگ ہو جائے اور پھر استنجاء کرے ”عن انس ابن مالکؓ ان رسول اللہ ﷺ دخل حائطاً و تبعه غلام معه مبيضة ومو اصفرنا فوضعها عند سدرة فقضى رسول الله ﷺ حاجته فخرج علينا وقد استنجى بالماء“ (1)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک باغ میں تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ ایک لڑکا بھی تھا جو عمر میں سب سے چھوٹا تھا، اُس نے رسول اللہ کے وضو کیلئے پانی کا برتن لیا ہوا تھا، اُس نے وہ برتن آپ کے پاس رکھ دیا، اس کے بعد حضور علیہ السلام نے قضاء حاجت کی، پانی سے استنجاء کیا پھر ہمارے پاس تشریف لائے۔

### 3۔ استنجاء میں استقبال و استدبار قبلہ سے بچنا

(عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ ﷺ قال اذا جلس احدکم علی حاجة فلا یستقبل القبلة ولا یتدبرھا) (2)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص جب قضاء حاجت کیلئے بیٹھے تو قبلہ کی طرف نہ مڑ کرے اور نہ ہی پیٹھ کرے۔

حضرت شاہ ولی اللہ استقبال و استدبار قبلہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ استنجاء کرنے والا اگر کھلے میدان میں ہے تو قبلہ کی طرف پیٹھ یا رخ کر کے نہ بیٹھے، آبادی، گھروں اور بیت الخلاء

(1) مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الطہارۃ، باب الاستنجاء بالماء من

التبریز، رقم 270/1 ص 227/1

(2) مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الطہارۃ، باب الاستطابۃ

رقم 265، ص 224/1



میں اس کی پابندی ضروری نہیں ہے کیوں کہ صحر پاک صاف ہوتا ہے اور ایسا مقام نماز پڑھنے کا محل ہو سکتا ہے تو ایسے مقام پر استنجاء کے وقت استقبال و استدبار قبلہ ادب کے خلاف ہے کیوں کہ ایک ہیئت جو نماز کے ساتھ خاص ہے، اس ہیئت کو اُس مقام میں اختیار کرنا یقیناً ادب کے خلاف ہے۔ عمارتوں اور استنجاء کیلئے بنے ہوئے مکانات ان میں یہ بات نہیں ہوتی (1)

#### 4- مناسب جگہ کا انتخاب

استنجاء کرتے وقت کسی ایسی جگہ کا انتخاب کرنا چاہئے جہاں اُس کی غلاظت، پیشاب سے دوسروں کو تکلیف نہ پہنچے مثلاً کسی سایہ دار درخت کے نیچے یا جہاں لوگ اکٹھے ہو کر تبادلہ خیال کرتے ہوں یا ویسے ہی اکٹھے ہوتے ہوں، کھڑے پانی میں گزرگا ہوں میں استنجاء نہ کرے۔

#### 5- طاق عدد کی رعایت

تین ڈھیلوں سے کم پر اکتفا نہ کرے کیوں کہ شریعت اسلامیہ میں طاق عدد کو پسند کیا جاتا ہے۔

#### 6- بائیں ہاتھ کا استعمال

استنجاء کرتے ہوئے دائیں ہاتھ کو استعمال نہ کرے بلکہ بائیں ہاتھ کو استعمال کرے کیوں کہ سنت میں یہی ہے کہ دائیں ہاتھ کو وضو میں تطہیر کیلئے استعمال کیا جاتا ہے جبکہ استنجاء یا دیگر نجاست زائل کرنے میں بائیں ہاتھ استعمال ہوتا ہے۔

(عن سليمان قال قيل له قد علمكم نبیکم ﷺ کل شیء حتی الخراء قال فقال اجل لقد نهانا ان نستقبل القبلة لغائط او بول او ان نستنجی باليمين او ان نستنجی باقل من ثلثة اجار او ان نستنجی برجیع او بعظم) (2)

(1) حضرت شاہ ولی اللہ نے یہ موقف احناف کے خلاف اور شوافع کے موافق اختیار کیا ہے

نووی، بمبئی بن شرف، شرح مسلم، ص 130/1

امام ابو حنیفہ کا نظریہ ہے کہ بوقت استنجاء استقبال و استدبار بہر صورت ممنوع ہے خواہ صحرا ہو یا جنگل

(2) مسلم، الجامع الصمیم، کتاب الطہارۃ، باب الاستطابۃ

رقم 265، ص 223/1

یعنی حضرت سلمان بیان کرتے ہیں کہ اُن سے مشرکین نے کہا کہ کیا تمہارے نبی تمہیں ہر چیز کی تعلیم دیتے ہیں حتیٰ کہ قضاء حاجت کا طریقہ بھی بتاتے ہیں؟ حضرت سلمان نے کہا ہاں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے قضاء حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے یا پُشت کرنے سے یادائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے، تین سے کم پتھر استعمال کرنے، ہڈی اور گوبر کے ساتھ استنجاء کرنے سے منع فرمایا ہے۔

## ۷ نجاست کی حقیقت اور طریقہ تطہیر

جس چیز کو انسان کی طبع سلیم گندہ خیال کرے جیسے خون، گوبر، بول و براز، منی، مذی اور شراب یہ سب چیزیں شریعت کی نظر میں نجس ہیں

نجاستوں کو زائل کرنے کا بنیادی قانون یہ ہے کہ عین نجاست کو دُور کرنے کے ساتھ ساتھ نجاست کے اثر، ذائقہ، رنگ اور بو کو بھی باقی نہ چھوڑا جائے البتہ اگر اثر کو ختم نہ کیا جاسکتا ہو وہاں اصل نجاست کو دور کرنا ہی کافی سمجھا جائے گا (1) چند معروف نجاستوں کو تطہیر کو درج ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

### ﴿الف﴾ مادہ منویہ

مادہ منویہ بھی اگرچہ پیشاب کے محل سے خارج ہوتا ہے مگر بدبو اور تغیر میں پیشاب جیسا نہیں ہے کیوں کہ یہ مادہ اکثر صورتوں میں جسم کی شکل اختیار کر لیتا ہے سو ایسے مادہ کے خارج ہونے کی صورت میں اگر یہ خشک ہو جائے تو اس کی تطہیر کیلئے کھرچنا کافی ہوتا ہے اور اس میں دھونا ضروری نہیں، ہاں تڑ ہونے کی صورت میں بدن یا کپڑے کو دھونا ضروری ہوگا۔

”عبداللہ بن شہاب خولانی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں مہمان گیا اور مجھے احتلام ہو گیا میں نے اُن کپڑوں کو پانی میں ڈال دیا حضرت عائشہ رضی اللہ

(1) شاة ولی اللہ ، البدور البازعہ ، ص 411

عنها کی ایک کنیز نے یہ معاملہ دیکھا اور جا کر حضرت عائشہ سے بیان کیا، حضرت عائشہ نے میری طرف کنیز کو بھیج کر پوچھا کہ تم کپڑے کیوں دھو رہے ہو، راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا میں نے ایسا خواب دیکھا جو مرد دیکھتا ہے، آپ نے فرمایا تم نے کپڑوں میں اس کا کچھ اثر دیکھا؟ میں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا اگر تمہیں کوئی اثر دکھائی دیتا تب کپڑے کو دھونے کی ضرورت تھی۔“

( لقد رأيتني واني لاحكه من ثوب رسول الله ﷺ يابساً بظفري ) (1)

اور میں تو نبی کریم ﷺ کے کپڑوں سے خشک منی ناخنوں سے کھرچ دیا کرتی تھی۔

## ﴿ب﴾ بچی اور بچے کا پیشاب

حضرت شاہ ولی اللہ نے بچی اور بچے کے پیشاب کی تطہیر میں فرق بیان کیا ہے، فرماتے ہیں کہ لڑکے کے پیشاب پر معمولی طریقہ پر پانی ڈالنے پر اکتفاء کیا گیا ہے، اس لئے کہ لڑکے کے پیشاب کے باریک چھینٹے پھیل جاتے ہیں تو اس طرح پورے کپڑے کو دھونے میں حرج واقع ہوگا برخلاف لڑکی کے پیشاب کے کہ وہ یکجا ہی جمع رہتا ہے، پھیلتا کم ہی ہے لہذا اسے اچھی طرح دھونا ہوگا (2) یہ مسلک امام شافعی نے اختیار کیا ہے جبکہ امام اعظم ابوحنیفہ لڑکے اور لڑکی کے پیشاب میں کوئی فرق نہیں کرتے بلکہ حصول طہارت کیلئے دونوں کے پیشاب کو دھونا لازمی قرار دیتے ہیں۔ (2)

## ﴿ج﴾ نجس زمین

نجس زمین کی تطہیر کی بابت حکم یہ ہے کہ اگر پیشاب وغیرہ سے زمین نجس ہو چکی ہے تو اس کی تطہیر دو طریقوں سے ممکن ہے، یا تو زمین خشک ہو جائے یا زمین پر اس قدر پانی بہہ جائے کہ پیشاب کے اثرات ختم ہو جائیں۔

(1) مسلم، الجامع الصمیم، باب حکم المنی

رقم 290، ص 239/1

(2) شاة ولی اللہ، البدور البازعہ، ص 412

(3) نووی، شرح مسلم، ص 139/1

( عن انس ان اعرابيا بال في المسجد فمال اليه بعض القوم فقال رسول الله ﷺ دعوهُ ولا تذرموه قال فلما فرغ دعا بدلو من ماء فصبه عليه ) (1)

حضرت انس سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نے مسجد میں آکر پیشاب کر دیا، صحابہ میں سے بعض اُسے منع کرنے کے اُٹھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اِسے پیشاب کرنے سے مت روکو اور جب وہ دیہاتی پیشاب کر چکا تو آپ نے پانی کا ایک ڈول منگایا اور اُس جگہ پر ڈال دیا۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں

امام شافعی نے یہ کہا ہے کہ زمین پر کوئی نجاست لگ جائے تو اگر اُس پر پانی بہا دیا جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے اور بعض علماء نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ جب زمین پر نجاست لگ جائے اور وہ دھوپ یا ہوا سے خشک ہو جائے تو وہ زمین پاک نہیں ہوتی، یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیوں کہ حدیث میں پانی کا ذکر اس لئے ہے کہ مسجد کو پاک کرنے میں جلدی کرنا واجب ہے اور زمین کو خشک ہونے کیلئے چھوڑنے سے اس واجب کی ادائیگی میں تاخیر ہو جاتی۔ (2)

### ﴿د﴾ رطوبت بھری کھال

رطوبت بھری کھال کو اگر رنگ دیا جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔

( عن عبد الله ابن عباس قال سمعت رسول الله ﷺ يقول اذا دُبِغَ الاماب فقد طهر ) (3)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کھال کو رنگ لیا جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔

(1) مسلم، الجامع الصحيح، کتاب الطهارة، باب وجوب غسل البول

وغیره من النجاسات اذا مصلت فی، رقم 284 ص 236/1

(2) عینی، بدر الدین محمود، عمدة القاری، ص 126/3

(3) مسلم، الجامع الصحيح، کتاب الحيض، باب طهارة جلود الميتة

بالدباغ، رقم 366 ص 277/1

## ﴿ہ﴾ گلیوں کا کچڑ

جب گلی کو چوں میں پانی پھیل جائے اور کچڑ کی شکل اختیار کر لے اور ایسے کچڑ سے اگر کپڑے آلود ہو جائیں تو عموم بلوی کی وجہ سے اُن کچڑ کو دور کرنا ضروری نہ ہوگا، جس نجاست کے دور کرنے میں بہت زیادہ تکلیف ہو تو اُس کا ازالہ ضروری نہیں ہے۔

## ﴿و﴾ استعمال کا پانی

پانی لوگوں کے دستور اور رسم کے مطابق ہی رہے گا یعنی اُس کی طہارت و نجاست کا حکم لوگوں کے دستور کے مطابق ہوگا، جس پانی میں نجاستیں گری ہوتی ہوں اور لوگ اُسے گندا اور خبیث سمجھتے ہیں تو اس پر گندے اور خبیث ہونے کا حکم لگا دیا جائے گا، اور نجاست سے مخلوط جس پانی کو لوگ گندہ نہیں سمجھتے ہیں اور اُس پانی کا رنگ اور بو بھی نجاست پڑنے کی وجہ سے متغیر نہیں ہوئے تو وہ پانی پاک ہوگا اور یہ بات چونکہ کبھی مشتبہ بھی ہو سکتی تھی اس لئے ”قُلْتَيْنِ“ کو نجاست کرنے سے متاثر نہ ہونے کی علامت قرار دے دیا گیا۔ (1)

امام شافعی تحقیق مذکور کے قائل ہیں مگر احناف کہتے ہیں کہ نجاست قبول نہ کرنے میں قلتین کی کوئی تخصیص نہیں ہے، بلکہ جمع شدہ ایسا پانی جسے لوگ دیکھتے ہی زیادہ شمار کرتے ہوں وہ پانی نجاست پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔

علامہ عینی فرماتے ہیں (ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت سے متعلق حدیث ”عن جابر عن رسول اللہ ﷺ انه نهى ان يبال في الماء الواكد“ (مسلم حدیث نمبر 563) کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے) کہ حدیث مذکور کی یہ حدیث عام ہے اور اس میں سب کا اتفاق ہے کہ اس کی تخصیص ضروری ہے۔

(1) شاة ولی اللہ، البدور البازعہ، ص 412

- 1- اس جیسے پانی سے مراد وہ بڑا تالاب ہے جس کی ایک طرف کو حرکت دی جائے تو اُس کی دوسری طرف حرکت نہیں کرتی (اور وہ 10×10 ہے)
- 2- یا اس کی تخصیص قلعین سے ہوگی جیسا کہ امام شافعی کا مذہب ہے۔
- 3- یا اُس کی تخصیص اُن عمومی دلائل سے ہوگی جو اس پر دلالت کرتے ہیں کہ جب تک پانی کے تین اوصاف میں سے کوئی وصف، نجاست سے متغیر نہ ہو وہ پانی پاک ہے جیسا کہ امام مالک کا مذہب ہے (1)

## vi طہارت عن الحدث

حدث ہر ایسی گندی بہت کو کہا جاتا ہے جس کی گندگی کے ساتھ نفسِ انسانی پر ناپسندیدہ رنگ چڑھ جاتا ہے اور نفس کو تلویٹِ معنوی کے عمل سے گزرنا پڑتا ہے، جیسا کہ سبیلین سے خارج ہونے والی چیز (پیشاب اور پاخانہ) اور جو اس کے ساتھ ملحق ہو (جیسے جسم کے دوسرے حصوں سے نکلنے والا خون اور پیپ) اور جماع کی وجہ سے پیدا شدہ حالت اور یہ امور جبروت کی طرف توجہ کرنے سے بہت دور ہے۔

جماع اور حیض میں جبروت سے بعد زیادہ ہوتا ہے لیکن اس کا وقوع نسبتاً کم ہوتا ہے اس لئے شریعت اسلامیہ نے اس سے تطہیر کیلئے پورے بدن کا دھونا یعنی کامل غسل مقرر کیا ہے۔ اور سبیلین سے خارج ہونے والی نجاست کے وقت جبروت سے دوری کم ہوتی ہے اور یہ صورت وقوع کے اعتبار سے نسبتاً زیادہ ہی ہے اس لئے شریعت نے اس کی تطہیر کیلئے صرف انہی اعضاء کے دھونے کا حکم دیا ہے، جو عموماً لباس سے باہر ہوتے ہیں کیوں کہ انسان کی جبلت اس طرح واقع ہوتی ہے کہ وہ لباس ایسا پہنتا ہے جو اُس کے بدن کو ڈھانپ لے مگر انسان اپنے بدن میں سے

(1) عینی، ممدۃ القاری، ص، 168/3، 169

ہاتھوں، چہرے اور پاؤں کو نہیں ڈھانپتا کیوں کہ ان کے ڈھانپنے سے کام کاج کرنے میں دشواری واقع ہوگی اس لئے شریعتِ اسلامیہ نے انسان کو جبروت کے قریب لانے کیلئے کھلا رہنے والے اعضاء کو دھونے کا حکم دیا یہ بات بھی لائق التفات ہے کہ جب کوئی شخص سلاطین کے پاس جاتا ہے تو انہی اعضاء کو دھوتا ہے جو عموماً کام کاج سے مملوث ہوتے ہیں وہی اعضاء جو کہ وضوء میں دھوئے جاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے بندوں کا گاہے بگاہے لائق ہونے والے اعزاز کو بھی پیش نظر رکھا کہ جن کے بہ سبب یہ بندہ پانی استعمال نہیں کر سکتا تو اس کیلئے تیمم کا حکم وضع ہوا ہے، اس طرح طہارت تین قسم کی ہوگی۔ (1)

پہلی قسم: وضوء جو کہ حدیث اصغر لائق ہونے پر کیا جاتا ہے۔  
 دوسری قسم غسل جو کہ حدیث اکبر لائق ہونے پر کیا جاتا ہے۔  
 تیسری قسم تیمم حدیث اصغر اور حدیث اکبر کی صورتوں میں پانی نہ ملنے پر کیا جاتا ہے۔  
 پہلی قسم وضوء

حدیث اصغر سے طہارت (وضوء) کے ضروریات و تممات

﴿الف﴾ وضوء کے چار ارکان ہیں جیسا کہ قرآن مقدس میں ہے۔

{ فَأَغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ

وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ } (2)

یعنی پس تم اپنے چہروں کو دھو دو، اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک اور اپنے پاؤں کو کھنوں تک دھو دو اور تم اپنے سروں کا مسح کرو۔  
 ضروریات وضوء کے بعد تممات وضوء کا ذکر کرتے ہیں۔

(1) شالا ولی اللہ، البدور البازمہ، ص 412

(2) المائدة، 5:6

## ﴿ب﴾ مسواک

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

(لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى الْمُسْمِنِينَ وَ فِى حَدِيثٍ زَمِيرٌ عَلٰى اُمْتِى لَا مَرْتَبَهُمْ بِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ) (1)

یعنی اگر مجھے ایمان داروں پر دشوار محسوس نہ ہوتا اور ایک روایت میں ہے کہ اگر مجھے اپنی اُمت پر دشوار محسوس نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

اس کی حکمت یہ ہے کہ اس سے مُنہ صاف ہوتا ہے، بلغمی کیفیت کی صفائی حاصل ہو جاتی ہے اور بلغمی اثرات کو ختم کرنا اس لئے ضروری ہے کہ بلغم کی زیادتی سے طبع اور عقل دونوں کو تشویش لاحق ہوتی ہے۔

## ﴿ج﴾ تسمیہ

وضوء کے شروع میں تسمیہ پڑھنا ہے اس کی حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقدّس نام کو زبان پر جاری کیا جاتا ہے، اس کے ساتھ نیت کی توثیق ہو جاتی ہے۔

## ﴿د﴾ کلی کرنا اور ناک جھاڑنا

مُنہ میں پانی ڈال کر کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈال کر ناک جھاڑنا یہ دونوں کام مُنہ اور ناک کی بدبو کو دور کرتے ہیں اس طرح یہ عمل کرنے والا انسان دربارِ الہی میں حضور کے ذوق کو مزید بہتر محسوس کرتا ہے، ظاہری چہرہ دھونے کی وجہ سے ان دو مقامات کا تعفن چونکہ دور نہ ہوتا تھا اس لئے کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈال کر جھاڑنے کو وضو کے متممات میں شامل کیا۔ ناک کی بدبو کو بطورِ کنایہ اس طرح تعبیر کیا کہ ”شیطان ناک کے نتھنوں میں رات گزارتا ہے اس لئے اسے اچھی طرح صاف کیا جائے تاکہ یہ شیطانی وسوسے اور خیالات سے بچا جاسکے۔ (2)

(1) مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الطہارۃ، باب السواک،

رقم 252 ص 220/1

(2) مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الطہارۃ، باب الاعتبار فی الاستنثار

والاستجمار، رقم 238 ص 212/3



## ﴿ھ﴾ ہاتھ دھو کر برتن میں ڈالنا

ہاتھ کو دھو کر پھر برتن میں ڈالا جائے تاکہ کام کاج کرنے سے جو میل کچیل ہاتھوں کو لگی ہوئی ہے وہ اتر جائے اور اعضاء کو تین تین مرتبہ دھونے کا مطلب یہ ہے کہ دھونے میں زیادتی سے کام لیا جائے، اعضاء کو تین مرتبہ دھونے سے جہاں طہارت میں زیادتی حاصل ہوتی ہے وہاں قیامت کے دن اعضاء غسل کی نورانیت میں بھی اضافہ ہوگا۔ حضور ﷺ کے وضو کے کامل طریقہ کیلئے ملاحظہ ہو روایات مسلم (1)(2)

## ﴿و﴾ دُعا

وضو سے فراغت پا کر دُعا پڑھنے کو سنت قرار دیا گیا ہے کیوں کہ نفس کی دو خبیث ہیئیں ہوتی ہیں ایک ہیئت علمیہ ہوتی ہے جو کہ فعل وضوء سے دور ہو جاتی ہے اور ایک ہیئت علمیہ ہوتی ہے جو دعا کے ساتھ دور ہوتی ہے غرض یہ کہ وضوء کے ساتھ ظاہری طہارت اور دعا کے ساتھ باطنی طہارت کا حصول ہوتا ہے۔

## ﴿د﴾ موزہ پر مسح

قانون شریعت میں موزوں پر مسح کو جائز قرار دیا گیا ہے، جب کوئی شخص موزہ پہنتا ہے تو اس صورت میں اُس شخص کے پیر اعضاء باطنہ میں شمار ہونے لگتے ہیں، لہذا وضوء کے وقت انہیں دھونے کی ضرورت نہیں رہتی۔

سہولت اور آسانی کیلئے مسافر کیلئے تین دن اور تین راتیں اور مقیم کیلئے ایک دن اور ایک رات موزوں پر مسح کرنے کیلئے مقرر کی۔

(عن شریح ابن ہانی قال اتیت عائشة اسألتها عن المسح علی الخفین فقالت

(1) مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الطہارۃ، باب صفۃ الوضوء وکمالہ،

رقم 226، ص 1/205

(2) شافعی، البدور البازعہ، ص 415

عليك بابن ابي طالب فاستلّه فانه كان يسافر مع رسول الله ﷺ فسالناه فقال جعل رسول الله ﷺ ثلثة ايام ولياليهن للمسافر ويوما وليلة للمقيم قال وكان سفيان اذا ذكر عمر اثنى عليه (1)

شرح بن ہانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر موزوں پر مسح کرنے کی مدت پوچھی آپ نے فرمایا حضرت علی بن ابی طالب کے پاس جاؤ اور اُن سے یہ مسئلہ دریافت کرو کیوں کہ وہ رسول اللہ کے ساتھ اکثر سفر میں رہا کرتے تھے، ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسافر کیلئے تین دن اور تین راتوں کو اور مقيم کیلئے ایک دن اور ایک رات کی مدت مقرر فرمائی ہے۔

### ناقض وضوء مسح اسباب

بول و براز کے راستہ سے جو چیز بھی نکلے گی وہ وضوء کو توڑ دے گی اس لئے کہ نجاست کے ساتھ تلبیس نجاست کا باعث ہے اور نفس کے اندر خبیث حالت پیدا کرتا ہے اور اس حالت کو زائل کرنے کیلئے تجرید طہارت کی ضرورت پیش آتی ہے نیند میں بھی چونکہ رت کے خروج کا گمان غالب ہوتا ہے کیوں کہ اعضاء اس حالت میں ڈھیلے پڑ جاتے ہیں کہ اس سے نیند کو بھی سبیلین سے خارج ہونے والی چیز کے قائم مقام کر دیا۔ اگر کوئی شخص عورت کو ہاتھ لگائے یا اعضاء مستورہ کو برہنہ ہاتھ لگالے تو وضوء کرنے کو سنت قرار دیا گیا ہے۔ (2)

(1) مسلم، الجامع الصحيح، کتاب الطہارۃ، باب التوقیت فی المسح

علی الخفین، رقم 276 ص 232/1

(2) شاة ولی اللہ، البدور البازعہ، ص 416

## دوسری قسم: غسل

حدیث اکبر سے طہارت (غسل) کے ضروریات و متمات

### ﴿الف﴾ رکن و شرط

تمام اعضاء کو دھونا، کیوں کہ غسل ایک کامل درجہ کی طہارت ہے جس سے حدیث اکبر کا ازالہ مقصود ہوتا ہے اور اس کی شرط نیت ہے، اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ نے غسل کا مکمل طریقہ حسب ذیل نقل فرمایا ہے۔

( عن عائشة قالت كان رسول الله ﷺ انا اغتسل من الجنابة يبدأ فيغسل يديه ثم يفرغ بيمينه على شماله فيغسل فرجه ثم يتوضأ وضوئه للصلاة ثم ياخذ الماء فيدخل اصابعه في اصول الشعر حتى اذا رأى قد استبرأ حفن على راسه ثلاث حفنات ثم افاض على سائر جسده ثم غسل رجله ) (1)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت کرتے تو پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر استبراء کرتے اس کے بعد مکمل وضوء کرتے پھر پانی لے کر سر پر ڈالتے اور انگلیوں کی مدد سے بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچاتے پھر جب دیکھتے کہ سر صاف ہو گیا تو تین مرتبہ سر پر پانی ڈالتے پھر تمام بدن پر پانی ڈالتے اور پھر پیر دھوتے۔

پانی کی مقدار ایک صاع (ساڑھے چار سیر) ہے کہ حضور علیہ السلام اس مقدار میں کامل غسل فرمایا کرتے تھے۔

(1) مسلم ، الجامع الصمیح ، کتاب الحيض ، باب صفة غسل الجنابة ، رقم 25316 ص 316

حائضہ عورت کو چاہئے کہ خون کے اثر کو مشک و کستوری سے مٹائے اس کی بہت سی وجوہات ہیں اُن میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس حائضہ کے خاوند کی دلچسپی کو باقی رکھنا ہے۔

”حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ وہ حیض کے بعد غسل کس طرح کرے؟ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ کہ حضور نے اُسے طریقہ بتلایا اور فرمایا کہ غسل کے بعد مشک لگا ہوا ایک کپڑا لے اُس سے پاکیزگی حاصل کرے وہ کہنے لگی کیسے پاکیزگی حاصل کروں؟ آپ نے فرمایا اُس سے پاکیزگی حاصل کرو، اُس نے کہا کیسے، آپ نے سبحان اللہ فرما کر (شرم سے) اپنا چہرہ چھپالیا، حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے اُسے اپنی طرف کھینچا اور اُسے رسول اللہ ﷺ کا مطلب سمجھایا اور کہا کہ مشک لگے ہوئے کپڑے سے خون کے آثار (رنگ و بوی) مٹا دو۔ (1)

اسی طرح اگر خفی آدمی کو کھانے پینے یا سونے کی حاجت کو پورا کرنا ہو تو پھر اُسے وضو کر لینا بہتر ہے (2) کیوں کہ وضو اور غسل سے مراد صرف جسمی نجاست کا ہی ازالہ نہیں ہے بلکہ اس میں یہ حکمت بھی پوشیدہ ہے کہ نجاست کے تلبیس سے نفس میں کیفیت فاسدہ پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا علاج طہارت کے خلق سے ہی ہو سکتا ہے جس کی بابت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

{إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُطَهِّرِينَ} (3)

یعنی اللہ تعالیٰ توبہ کرتے رہنے والوں اور خوب پاک و صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

(1) مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الحيض، باب استمباب المغتسلۃ،

رقم 332 ص 260/1

(2) مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الحيض، باب جواز النوم الجنب

واستمباب الوضوء له وغسل الفرج اذا، رقم 305 ص 248/1

(3) البقرة، 2: 222

## وجوب غسل کا باعث

وجوب غسل کے چار اسباب ہیں۔

۱۔ جماع

۲۔ مباشرت (انزال ہو یا بغیر انزال)

۳۔ بدخوابی (انزال کے ساتھ)

۴۔ عورت جب حیض و نفاس سے پاک ہو جائے۔

ان حالتوں میں غسل کے وجوب کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں کہ ”ایسی حالت میں انسان کا انہماک شدید ہوتا ہے یعنی طبعی کیفیت میں ایسا تو غل ہوتا ہے جو ملکوتی کیفیت سے مباین ہوتا ہے اس لئے غسل ضروری قرار دیا گیا ہے۔ (1)

## تیسری قسم: تیمم

حقیقت میں تیمم سے مراد نظافت نہیں ہے بلکہ نظافت کی سنت کو نمازوں کے اوقات میں باقی رکھنا مقصود ہوتا ہے تاکہ نفس ترکِ طہارت کے ساتھ مانوس نہ ہو جائے پاکیزگی اور طہارت کے تصور کو بحال رکھنے کیلئے تیمم میں زمین اور مٹی پر ہاتھوں کے مس کرنے کا لحاظ رکھا گیا ہے، کیوں کہ زمین بعض اوقات اور بعض چیزوں کیلئے طہارت اور پاکیزگی کا باعث ہوتی ہے، مثلاً تلوار یا لوہے کی دیگر مصنوعات، آئینہ، پتھر اور موزہ وغیرہ اگر نجاست سے آلودہ ہو جائیں تو انہیں زمین پر گر کر دیا جائے تو وہ پاک ہو جائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مٹی کو طہارت کا بدل قرار دیا گیا ہے، علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں۔

(1) شاة ولی اللہ ، البدور البازغہ ، ص 418

”تیم کتاب وسنت اور اُمتِ مسلمہ کے اجماع سے ثابت ہے، تیم کی خصوصیت سے اللہ تعالیٰ صرف اس اُمت کو سرفراز کیا ہے اُمت کا اس پر اجماع ہے، حدث اصغر ہو یا حدث اکبر تیم صرف چہرے اور ہاتھوں پر کیا جاتا ہے، ہمارا اور جمہور کا اس پر اجماع ہے کہ تیم کیلئے صرف دو چیزیں ہیں (یعنی دو بار پاک مٹی پر ہاتھ مارنا) ایک ضرب سے چہرے پر مسح کیا جائے اور ایک ضرب سے کہنیوں سمیت ہاتھوں پر مسح کیا جائے۔ (1)

### اعذارِ تیمم

قرآن مقدس میں اعذارِ تیمم کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

{ وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسُمُوا بوجوهكم وأيديكم منه ما يريد الله ليجعل عليكم من حرج ولكن يريد ليطهركم وليتم نعمته عليكم لعلكم تشكرون } (2)

یعنی اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضاء حاجت کر کے آئے یا تم نے عورتوں سے قربت کی ہو پھر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو پس اپنے چہروں اور اپنے پورے ہاتھوں پر اس (پاک مٹی) سے مسح کرو، اللہ تم پر خشکی کرنا نہیں چاہتا لیکن اللہ تمہیں خوب پاک کرنا چاہتا ہے اور تم پر اپنی نعمت پوری کرنا چاہتا ہے، تاکہ تم شکر کرو۔

(1) نووی، شرح مسلم، ص 160/1

(2) المائدة، 6:5

## چھٹا اصل: آدابِ مسکن کو اختیار کرنا

ارتفاقِ ثانی سے متعلق تین حکمتوں (حکمتِ معاشیہ، حکمتِ منزلیہ، اور حکمتِ اکتسابیہ) میں سے پہلی حکمت، حکمتِ معاشیہ کے اصولی اور اہم ترین بنیادی مسائل میں سے چھٹا مسئلہ رہائشی جگہ سے وابستہ ہے۔

جائے سکونت ایسی ہونی چاہئے جو انسان کو موسمی شدت سے محفوظ کر سکے، چوروں سے بچا سکے اور اطمینانِ خاطر کا باعث بن سکے، (1) جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

{وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا} (2)

یعنی اللہ نے تمہارے لئے تمہارے گھروں کو سکون کی جگہ بنایا۔

گھر نہ تو اتنا چھوٹا ہونا چاہئے کہ انسان کی ضروریات کو ہی پورا نہ کر سکے اور تازہ ہوا سے محروم ہو اور اُس کی ایسی وسعت اور نقش و نگار جس میں توغل اور تکلف کا احساس ہوتا ہو وہ بھی مناسب نہیں ہے۔ حضور ﷺ مناسب کشادہ گھر کو پسند فرمایا کرتے تھے آپ کا ارشاد ہے۔

( اربع من السعادة المرأة الصالحة والمسكن الواسع والجار الصالح والمركب البني ) (3)

چار چیزیں باعثِ سعادت ہیں نیک بیوی، وسیع مسکن، اچھا پڑوسی اور عمدہ سواری۔ حضور ﷺ مغفرتِ ذنب، مکان کی کشادگی اور رزق میں برکت کی دعا بکثرت مانگا کرتے تھے جس کے کلمات درج ذیل ہیں۔

( اللهم اغفر لي ذنبي ووسع لي في داري وبارك لي في رزقي )

(1) شالة ولي الله ، البدور البازفه ، ص 123

(2) النحل ، 80:16

(3) ابن حبان، صمیح ، 68/17

اے اللہ! میرے گناہ بخش دے، میرے گھر میں کشادگی پیدا فرما اور میرے رزق میں برکت عطا کر۔ کسی نے عرض کی یا رسول اللہ کیا بات ہے، آپ اکثر یہ دعا مانگا کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا ”وہل ترکن من شیء“ کیا اس دعا نے کسی شی کو بھی چھوڑا ہے (1)

حضور ﷺ نے گھروں کو صاف ستھرا رکھنے کی تلقین فرمائی ہے کیوں کہ نظافت اختیار کرنے سے اللہ کی قربت حاصل ہوتی ہے اور گندگی اور غلاظت کی وجہ سے اللہ جل جلالہ سے بعدت ہو جاتی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا۔

(ان الله طيب يحب الطيب، نظيف يحب النظافة، كريم يحب الكرم، جواد يحب الجود، فنظفوا افئیتکم ولا تشبهوا بالیہود) (2)

بے شک اللہ پاک ہے پاکیزگی کو پسند کرتا ہے، نظیف ہے نظافت کو پسند کرتا ہے، کریم ہے کرم کو پسند کرتا ہے، فیاض ہے فیاضی کو پسند کرتا ہے لہذا اپنے گھر کے صحن صاف رکھا کرو اور یہود کی مشابہت مت کرو۔

مکان کو خوبصورت بنانا برا نہیں ہے کیوں کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ } (3)

یعنی کہہ دیجئے کہ کس نے حرام ٹھہرایا ہے اللہ کی اُس زینت کو جو اُس نے

اپنے بندوں کیلئے پیدا کی ہے۔

لیکن اگر مکان کی خوبصورتی میں ہوائے نفس شامل ہو اور اسے مقصود بالذات سمجھ بیٹھے، اور فخر و غرور میں آجائے تو ایسی تزئین و بال جان ہے۔

(1) ترمذی، السنن، کتاب الدعوات عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی

مقد التسبیح بالید، رقم 3500 ص 527/5

(2) ترمذی، السنن، کتاب الادب عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی

النظافة، رقم 2799 ص 111/5

(3) الاصراف، 32:7



نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

( لا یدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من كبر فقال رجل ان الرجل يحب ان يكون ثوبه حسنا ونعله حسنا فقال رسول الله ﷺ ان الله جميل يحب الجمال ) (1)

جس شخص کے دل میں ذرہ برابر کبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا ایک شخص نے پوچھا آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اُس کے کپڑے اور جوتے اچھے ہوں (تو کیا یہ بھی کبر ہے؟) فرمایا اللہ جمیل ہے جمال کو پسند کرتا ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے۔

( ان رجلا جمیلا اتی النبی ﷺ فقال انی احب الجمال وقد اعطیت منه ما تری حتی ما احب ان یفوفنی احد بشراك نعل افمن الکبر ذالك قال لا ولكن الکبر بطر الحق وغمط الناس ) (2)

ایک خوبصورت شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں جمال کو پسند کرتا ہوں اور مجھے جو جمال ملا ہے، اُسے آپ ملاحظہ فرمائی رہے ہیں، میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص جوتی کے تسمے کے برابر بھی مجھ سے فوقیت لے جائے تو کیا یہ بھی کبر ہے حضور ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ کبر یہ ہے کہ کوئی شخص حق کو ٹھکرائے اور لوگوں کو حقیر خیال کرے۔

(1) مسلم ، الجامع الصحيح ، کتاب الایمان ، باب تحریم الکبر و بیانہ

رقم 91 ص 93/1

(2) ابو داؤد، سنن ، 211/2

## ساتواں اصل: آداب سفر کو اختیار کرنا

حضرت شاہ ولی اللہ سفر کے حوالہ سے لکھتے ہیں اگرچہ سفر میں انسان کو خوف و وحشت اور وطن سے دوری، بھائیوں سے دوری اور دیگر کئی قسم کی تکلیفیں پیش آئی ہیں، پھر بھی اہم مقاصد کیلئے سفر کرنا بھی پڑتا ہے، سفر کے مندرجہ ذیل آداب ہیں۔

1- چاہئے یہی کہ بلا ضرورت سفر نہ کرے (1) حدیث نبوی ﷺ سے ایسے ہی معلوم ہوتا ہے۔  
(من ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال السفر قطعة من العذاب يمنع احدکم نموه و طعامه و شرابه فاذا قضی احدکم نمبته من وجہه فلیعجل الی اہله ) (2)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے وہ تمہیں سونے اور کھانے پینے سے روک دیتا ہے، جب تم میں سے کسی شخص کا کام پورا ہو جائے تو وہ اپنے گھر آنے میں جلدی کرے۔

2- سفر تنہا نہیں کرنا چاہئے بلکہ کم از کم تین آدمی ہونے چاہئیں۔

3- سرسبز و شاداب وادی میں اطمینان سے سفر کرنا چاہئے اور جانوروں کو چرنے کیلئے چھوڑ دینا چاہئے اور خشک سالی میں سفر تیزی سے کیا جائے کہیں جانور کمزور نہ پڑ جائیں۔

4- راستہ کے درمیان میں پڑاؤ نہ ڈالا جائے۔

(1) شاہ ولی اللہ، البدور البازغہ، ص 124

(2) مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الامارۃ، باب السفر قطعة من العذاب

واستحباب تعجیل المسافر الی، رقم 1927 ص 3/1526

( عن ابی مریرة ان رسول اللہ ﷺ قال اذا سافرتم الفصب فاعطوا الابل حظها من الارض و اذا سافرتم فی السنة فبادروا بها نقیبها واذا عرستم فاجتنبوا الطريق فانها طرق الدواب و ماوی الهوام باللیل ) (1)

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب تم ہریالی (جب زمین میں سبزہ اُگا ہوا ہو) ہی سفر کرو تو تیز چلو (تا کہ اونٹ کمزور نہ ہو جائیں) اور جب تم اخیر شب میں قیام کرو تو راستہ میں ٹھہرنے سے پرہیز کرنا کیوں کہ رات کے وقت وہ جگہ جانوروں اور حشرات الارض کی آماجگاہ ہوتی ہے۔

5- جہاں بھی قیام کرے ہمیشہ چوروں سے چوکنا ہو کر رہے

6- خیموں کو بلند جگہ اور ٹیلوں پر نصب کرنا چاہئے تاکہ سیلاب اور طوفان سے حفاظت بھی ہو سکے، اور کسی دشمن یا آفت کے خطرہ کے وقت اجتماعی دفاع کا سامان بھی فراہم ہو سکے (2)

## آٹھواں اصل: آدابِ مشی و صحبت

1- چلتے ہوئے چال میں توازن برقرار رکھا جائے نہ تو تیز چلنا چاہئے اور نہ ہی آہستہ آہستہ چلنا چاہئے کیوں کہ زیادہ تیز تیز چلنے میں افراط ہے جس سے حماقت کا اظہار ہوتا ہے اور بہت ہی آہستہ آہستہ چلنے میں تفریط ہے جس سے خفیف الحرقی اور کمزوری کا اظہار ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَأَقْصِدْ فِي مَشْيِكَ } (3)

یعنی اپنے چلنے میں میانہ روی اختیار کرو۔

(1) مسلم، الجامع الصحيح، کتاب الامارة، باب مراعاة مصلحة

الدواب فی السیر والنہی عن التعریس، رقم 1525/3

(2) شاة ولی اللہ، البدور البازغة، ص 124

(3) لقمن، 19: 31

- 2- اگر کچھ لوگ حلقہ بنا کر بیٹھے ہوئے ہوں تو کسی شخص کو اس حلقہ کے درمیان میں نہیں بیٹھنا چاہئے ایسے شخص پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے۔ (1)
- 3- گذرگاہ پر مجلس نہ بنائی جائے اگر بیٹھنا ضروری ہو تو پھر راستے کا حق ادا کیا جائے۔ حضور علیہ السلام سے عرض کی گئی کہ راستہ کا حق کیا ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔  
( غَضِّ الْبَصَرِ وَ كَفِّ الْأَذَى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ ) (2)  
یعنی نگاہیں پست رکھنا، تکلیف دہ چیزوں کو دور کرنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔
- 4- ایسی مجلس کا انتخاب کرے جہاں سے اسے دنیا یا دین کا کوئی فائدہ حاصل ہو۔
- 5- اگر مجلس میں دو شخص مل کر بیٹھے ہوئے ہوں تو ان کی اجازت کے بغیر دونوں کو الگ الگ نہیں کیا جاسکتا۔ (3)
- 6- مجلس میں کسی شخص کے سامنے یا ارد گرد کھڑا نہیں رہنا چاہئے کیوں کہ یہ عجمیوں کی عادت تھی کہ نوکر طبقہ اپنے آقا اور رعایا بادشاہ کے سامنے کھڑے رہتے تھے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔  
( لَا تَقُومُوا كَمَا تَقُومُ الْأَعْجَمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ) (4)  
یعنی جس طرح بعض عجمی بعضوں کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تم اس طرح مت کھڑے ہو۔

- (1) ترمذی، السنن، کتاب الادب من رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی کرامیۃ القعود وسط الملقۃ، رقم 2753 ص 90/5
- (2) مسلم، الجامع الصمیم، کتاب اللباس والزینۃ، باب النہی عن الجلوس فی الطرقات واصطاء الطريق حقہ، رقم 2121 ص 167/3
- (3) ترمذی، السنن، کتاب الادب من رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی کرامیۃ الجلوس بین الرجلین، رقم 2752 ص 90/5
- (4) ابوداؤد، سنن، کتاب الادب، باب فی قیام الرجل للرجل رقم 5230 ص 358/4

اگر عجیبوں کی طرح کھڑا نہ رہے تو پھر کھڑے ہونے میں حرج بھی نہیں ہے، کیوں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے تشریف لانے پر آپ نے فرمایا تھا، ”قوموا الی سیدکم“ (1) اپنے سردار کی طرف کھڑے ہو جاؤ۔

حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں جب سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں تو آپ اُن کیلئے کھڑے ہو جاتے، انہیں بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھا لیتے، اور جب نبی کریم ﷺ سیدہ فاطمہ الزہرا کے پاس جاتے، تو آپ اپنی نشست سے کھڑی ہو جاتیں، اور آپ کو بوسہ دیتیں اور آپ کو اپنی جگہ پر بٹھاتی (2)

7۔ اچھی مجلس کا انتخاب کیا جائے کیوں کہ ساتھی کے اثرات ہمنشین پر مرتب ہوتے ہیں، حضور علیہ السلام نے نیک اور بد ساتھی کی مثال کو اس طرح واضح کیا ہے۔

صاحب المسك اما ان يعطيك و اما ان تبتاع منه و اما ان تجد ريحا طيبة و نافع الكبير اما ان يمرق ثيابك و اما ان تجد ريحا خبيثة (3)

یعنی نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال مُشک والے اور بھٹی دھونکنے والے کی طرح ہے مُشک والا یا تو تمہیں یوں ہی مُشک دے دے گا یا تم اس سے مُشک خرید لو گے ورنہ کم از کم تمہیں اُس سے خوشبو تو آئے گی اور بھٹی دھونکنے والا یا تو تمہارے کپڑے جلادے گا ورنہ تمہیں اس سے بدبو تو آتی رہے گی،

8۔ مجلس میں لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر نہ جائے بلکہ جہاں کہیں بیٹھنے کی گنجائش محسوس کرے وہیں بیٹھ جائے۔ (4)

(1) البقاری، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد والسیر، باب اذا نزل الاعدو علی حکم رجل، رقم 2878 ص 1107/3

(2) ابوداؤد، سنن، کتاب الادب، باب ما جاء فی القيام، رقم 420 ص 355/4

(3) مسلم، الجامع الصحیح، کتاب البر والصلۃ والاداب، باب استحباب

مجالسة الصالحين، ومجانبة قرناء السوء، رقم 2628 ص 2026/4

(4) ابوداؤد، سنن، کتاب الصلوٰۃ، باب تخطی رقاب الناس يوم القيامة

رقم 1118 ص 292/1

9۔ کسی شخص کو اٹھا کر اُس کی جگہ نہیں بیٹھنا چاہئے، حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

( لا یقیمن احدکم الرجل من مجلسہ ثم یجلس فیہ ) (1)

تم میں سے کوئی شخص کسی شخص کو اُس کی جگہ سے اٹھا کر وہاں نہ بیٹھے۔

10۔ حضور علیہ السلام نے جہاں مجلس میں نئے آنے والے کو ادب سکھایا ہے اسی طرح پہلے سے ہی بیٹھے ہوئے افراد کو وسعت ظرفی سے کام لیتے ہوئے آنے والے کیلئے جگہ بنانے کا حکم عطا فرمایا ہے۔

( تفسموا و توسعوا ) (2)

11۔ کسی مجلس میں آنے سے پہلے اجازت طلب کی جائے (استیذان) اگر جواب مثبت ملے تو مجلس کو اختیار کر لیا جائے ورنہ اگر تیسری مرتبہ بھی اجازت چاہنے سے اجازت نہیں ملی تو واپس لوٹ جانا چاہئے۔

”حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ، حضرت عمر کے دروازے پر گئے اور اجازت طلب کی، (اندر بیٹھے) حضرت عمر نے کہا یہ ایک بار ہوئی پھر انہوں نے دوبارہ اجازت طلب کی، حضرت عمر نے کہا یہ دوبار ہوئی پھر انہوں نے تیسری بار اجازت طلب کی حضرت عمر نے کہا یہ تیسری بار ہوئی پھر وہ (ابو موسیٰ) واپس لوٹ گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی شخص کو ان کے پیچھے بھیجا وہ انہیں واپس لایا، حضرت عمر نے کہا اگر اس سلسلہ میں تمہیں حضور علیہ السلام کی کوئی حدیث یاد ہے تو اسے پیش کر و ورنہ میں تمہیں عبرتناک سزا دوں گا، حضرت ابو سعید نے کہا کہ پھر حضرت ابو موسیٰ ہمارے پاس آئے اور یہ فرمایا کیا تم یہ نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ اجازت تین مرتبہ طلب کی جاتی ہے، حضرت ابو سعید کہتے ہیں کہ لوگ ہنسنے لگے، میں نے کہا تمہارے پاس تمہارا مسلمان بھائی مصیبت میں گرفتار ہو کر آیا ہے، اور تم ہنس

(1) مسلم، الجامع الصمیم، کتاب السلام، باب تحریم اقامۃ الانسان من

موضعه المباح الذی سبق، رقم 2177 ص 4/1714

(2) البفاری، الجامع الصمیم، کتاب الاستیذان، باب اذا قیل لکم تفسموا

فی المجلس فافسموا یفسح اللہ لکم، رقم 5915 ص 5/2313

رہے ہو، میں نے کہا چلو اس مصیبت میں میں تمہارا ساتھی ہوں پھر وہ حضرت عمر کے پاس گئے اور کہا یہ ابوسعید بطور گواہ ہے۔ (1)“

## نواں اصل: آداب نوم و خواب کو اختیار کرنا

1- نمازِ عشاء ادا کرنے کے بعد فضول باتوں میں وقت ضائع نہ کیا جائے بلکہ جلد ہی سو جانا چاہئے تاکہ تہجد سے پہلے نیند مکمل ہو جائے اور ادائے تہجد کے وقت سُستی پیدا نہ ہوتا ہم اگر کوئی ضروری امر ہو تو اُسے عشاء ادا کرنے کے بعد مکمل کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عشاء کی نماز کے بعد ضروری اُمور میں مشورہ کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں اور بات چیت فرمائی ہے۔ (2)

2 بستر کو جھاڑ لینا چاہئے پھر دائیں کروٹ لیٹنا چاہئے (3)

3 طہارت (وضو یا غسل) کر کے سونا چاہئے، (4)

4 سوتے وقت گھر کا دروازہ بند کر دینا چاہئے، کھانے پینے کے برتن کو ڈھانپ دینا چاہئے،

چراغ کو بجھا دینا چاہئے (5)

آداب نوم کے آخر میں حضرت شاہ ولی اللہ نے خواب پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا ”پھر جب کوئی انسان خواب دیکھے تو اس کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔

(1) مسلم، الجامع الصمیح، کتاب الاداب، باب الاستئذان

رقم 2153 ص 1695/3

(2) البخاری، الجامع الصمیح، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، باب السمر مع

الضیف والامل، رقم 577 ص 217/1

(3) ابوداؤد، سنن، کتاب الادب، باب ما یقال عند النوم

رقم 5050 ص 311/4

(4) ابوداؤد، سنن، کتاب الادب، باب ما یقال عند النوم

رقم 5050 ص 311/4

(5) البخاری، الجامع الصمیح، کتاب الاشربة، باب تغطیۃ الاناء

رقم 5300 ص 2131/5

**اول:** یہ کہ عالم بیداری میں جو خیالات لوح ذہن پر منقوش ہوتے ہیں اور جن کا اثر حس مشترک میں باقی رہ جاتا ہے، وہ عالم خواب میں منتقل ہو کر سامنے آتے ہیں۔

**ثانی:** یہ کہ طبیعت کے حیوانی اثرات کا غلبہ اپنا عمل کر جاتا ہے جو کبھی شہوت کی بناء پر احتلام کی صورت میں آتا ہے اور کبھی امور طبیعیہ کا مظاہرہ ہوتا ہے۔

**ثالث:** یہ کہ عالم مجردات اور عالم محسوسات کے درمیان قوت متوسط یعنی عالم مثال کے فیضان کے نتیجہ میں نفسِ ناطقہ (یعنی انسان) میں خواب متمثل ہوتے ہیں تو اس صورت میں خواب کی کوئی نہ کوئی تعبیر ہوگی (1)

## دسواں اصل: آداب مرض کو اختیار کرنا

جب کوئی شخص مرض میں مبتلا ہو جائے تو اسے دو طرح سے علاج کرنا چاہئے۔

### پہلا طریقہ

علاج کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ ناقص اور جاہلی جھاڑ پھونک کی بجائے کامل اور اسلامی جھاڑ پھونک کو اختیار کرے، حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔

( کان اذا اشتكى رسول الله ﷺ وقال جبريل قال باسم الله يبريك ومن كل داء يشفيك ومن شر حاسد اذا حسد و شر كل ذي عين ) (2)

جب نبی کریم ﷺ بیمار ہوتے تو جبریل آ کر آپ کو دم کرتے اور یہ کلمات کہتے اللہ کے نام سے، وہ آپ کو تندرست کرے گا، اور ہر بیماری سے شفاء دے گا اور حسد کرنے والے حاسد کے ہر شر سے اور نظر لگانے والی آنکھ کے ہر شر سے آپ کو اپنی پناہ میں رکھے گا۔

(1) شاة ولي الله ، البدور البازغه ، ص 126

(2) مسلم ، الجامع الصحيح ، كتاب السلام ، باب الطب والمرض والرقى

رقم 2185 ص 4/1718



**دوسرا طریقہ**

دوسرا طریقہ علاج یہ ہے کہ مادی اسباب کو حرکت میں لائے اور اچھے نتیجہ کی اُمید اللہ تعالیٰ سے رکھے، حضرت جابر بن عبد اللہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

( لکل داء دواء فاذا أُصِيبَ دواء الداءِ براءُ باذنِ اللہ عز وجل ) (1)

ہر بیماری کی دوا ہے جب وہ دوا بیماری کے موافق ہو جاتی ہے تو اللہ عز وجل کے اذن سے شفاء ہو جاتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ نے مصیبت زدہ شخص کی دو حالتوں کی وضاحت کر کے اللہ پر بھروسہ کرنے اور میت پر نوحہ نہ کرنے کی اہمیت کا اظہار بھی کر دیا۔ آپ فرماتے ہیں۔

”ہر مصیبت زدہ دو حالتوں سے خالی نہیں ہے۔

پہلی حالت یہ کہ مصیبت زدہ رب کی رضا پر راضی رہے گا اور علم یقین سے جانتا ہوگا کہ کائنات کا نظام جس حکمت بالغہ پر مبنی ہے اس کا تقاضا یہی تھا (کہ جو کچھ میرے ساتھ ہو گیا) اللہ کے فیصلہ پر راضی ہونے اور کون و مکان اس حکمت بالغہ کی کار فرمائی پر یقین کامل وابستہ کرنے سے اس کے قلب میں ایک ایسی الہیاتی کیفیت پیدا ہوگی جو اُسے دنیاوی پریشانیوں سے نجات دے گی اور مادی و سفلی کمزوریوں، آلائشوں سے پاک کر کے اپنے پروردگار کے قریب کر دے گی۔

دوسری حالت یہ ہے کہ مصیبت زدہ گھبرا کر پریشان اور متزلزل ہوگا اور زمین سے پیوست رہے گا، (عالم ملکوت و جبروت کی جانب اس کی پرواز نہ ہوگی) اس مصیبت زدہ کار جو ع الی اللہ نہ کرنا اور اپنی کسی محرومی و ناکامی پر حیران و ششدر رہنا اپنے پروردگار کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے علمی

(1) مسلم، الجامع الصمیم، کتاب السلام، باب لکل داء دواء واستمباب  
التداوی، رقم 2204 ص 4/1729

انکار ہے۔ اس کا طرزِ عمل ظاہر کرتا ہے کہ یہ شخص قیامت کے دن کی نجات سے نا اُمید ہو گیا ہے اور دوسروں کی عنایت و مہربانی سے مایوس ہو گیا ہے، جس وجہ سے اس کے جزع و فزع کا یہ عالم ہو گیا ہے (1)

## گیارہواں اصل: آدابِ کلام کو اختیار کرنا

حضرت شاہ ولی اللہ نے آدابِ کلام میں درج ذیل کو بیان کیا ہے۔

- 1- یہ کہ کلام فصیح اور بلیغ ہو۔
- 2- اجمال و ابہام اور لکنت یعنی بندش اور رکاوٹ سے خالی ہو۔
- 3- لب و لہجہ میں شائستگی ہو کہ خشکی نہ ہو۔
- 4- کلام میں آبِ رواں کی طرح تسلسل اور روانی ہو۔
- 5- ڈھنی کوفت میں مبتلا کرنے والا کلام نہ ہو جیسے نکتہ چینی، عیب جوئی اور چغلی خوری سے کلام محفوظ ہو۔
- 6- کلام مخاطب کی ڈھنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق ہو۔ (2)

---

(1) شاع ولی اللہ ، البدور البازغہ ، ص 128

(2) شاع ولی اللہ ، م ر ن ، ص 128